اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین و ملت
الشاہ محمد احمد رضا خان قادری قدس سرہ العزیز کا

وصایا شریف

مرتبہ

فاضل جلیل حضرت علامہ مولانا

شاہ حسنین رضا خان قادری نوری

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین و ملت
الشاہ محمد احمد رضا خان قادری قدس سرہ العزیز کا

وصایا شریف

مرتبہ
شاہ حسنین رضا خان قادری نوری قدس سرہ العزیز

تقدیم

از قلم صداقت رقم ضیغمِ اہلسنت علمبردار مسلکِ اعلیٰحضرت
علامہ مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی میلسی مدظلہ العالی

وصایا شریف حضور سیدنا مجدد اعظم سرکار اعلیٰحضرت عظیم البرکت امامِ اہلسنت مولانا شاہ عبدالمصطفےٰ العلامہ الامام احمد رضا خان صاحب فاضلِ بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بوقتِ وصال ارشادات و فرمودات کا ایک ایمان افروز روح پرور کیف آور مجموعہ ہے جس کا ایک ایک مبارک لفظ دل و دماغ کی گہرائیوں میں اترتا چلا جاتا ہے دل پر چوٹ لگتی ہے خوف خدا و عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا لافانی جذبہ پیدا ہوتا ہے اور احوالِ آخرت کا مشاہدہ ہو جاتا ہے ۔ وصایا شریف کا مطالعہ کرنے والا قاری اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ سیدنا مجدد اعظم سرکار اعلیٰحضرت امام اہلسنت فاضلِ بریلوی قدس سرہ العزیز علم و فضل زہد و تقوی کے پیکر اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا محور متبع سنت و شریعت یگانۂ زمانہ مجموعہ فضائل و کمالات بزرگ اور مسلم امام و مجدد تصنع و ریا کاری سے کس قدر دور و نفور تھے اور آپ کی حیاتِ مبارکہ اور سیرت مقدسہ پر سنت و شریعت اور خوف خدا و عشقِ مصطفےٰ (جل جلالہٗ و صلی اللہ علیہ وسلم) کی کتنی گہری چھاپ تھی اور وہ اس فانی دنیا سے ایمان و عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کتنا اعلیٰ اور بلند درجہ لیکر گئے ایام علالت میں سیدنا اعلیٰحضرت امام اہلسنت قدس سرہ العزیز سے لمحہ لمحہ بعد کرامات اور عشق حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوتا رہا اور شدید ضعف و نقاہت کے عالم میں

بھی ارادی اور غیر ارادی طور پر کوئی خلافِ شرع و خلافِ سنت کام سرزد نہ ہوا حتیٰ کہ نماز اور جماعت کی پابندی فرماتے رہے۔

وصایا شریف آجکل کے گول مول صلح کلی پلپلے مولویوں خود غرض شہر پسند سیاست اور نام نہاد جدید تہذیب کے دلدادہ پیروں کے لیے بھی لمحہ فکریہ ہے۔ جو نام نہاد سیاست، نام نہاد ملکی فلاح و بہبود اور بزعم خود نظامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ اور اصلاح احوال کے نام پر اہلِ توہین و اہلِ تنقیص دشمنانِ خدا و گستاخانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بار بار اتحاد و یکجہتی کی پینگیں بڑھاتے اور دشمنانِ صحابہ کرام و باغیانِ اہلِ بیت سے ملتے جلتے اور ایک ساتھ جلسوں جلوسوں میٹنگوں میں شریک ہوتے ہیں اور اہلِ توہین و تنقیص سے مصافحہ و معانقہ کر کے مسلک شکنی کے مظاہرہ سے عامہ اہلسنّت کے لیے گمراہی کا باعث بنتے ہیں ایسے گول مول صلح کلی "علماء" اپنے امام و مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصایا مبارکہ کی روشنی میں اپنے مذموم طرزِ عمل اور تباہ کن اندازِ فکر کا جائزہ لیں۔

سیدنا مجددِ اعظم امام اہلسنّت سرکار اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کے وصایا شریف کا بار بار مطالعہ فرمائیں اور اپنی ایمانی دنیا کو جگمگائیں۔

وصایا شریف کا روح پرور نورانی کیف آور مجموعہ سیدنا امام اہلسنت فاضلِ بریلوی رضی اللہ عنہ کے برادر اوسط استادِ زمن حضرت مولانا حسن رضا خاں صاحب حسن بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند دلبند استاذ العلماء زینت الفضلاء حضرت علامہ مولانا شاہ محمد تحسین رضا خان صاحب بریلوی (فاضلِ جامعہ رضویہ فیصل آباد تلمیذ ارشد امامِ اہلِ سنّت نائبِ اعلیٰحضرت محدثِ اعظم پاکستان قدس سرہٗ) کے والد گرامی فاضل جلیل محقق نبیل حضرت

علامہ مولانا شاہ حسنین رضا خان صاحب نوری بریلوی قدس سرہ العزیز (خلیفہ و برادر زادہ اعلیٰحضرت) کا مرتبہ مجموعہ ہے اور اُن کا دنیائے اہلسنت اور بالخصوص ہم قادریوں رضویوں پر احسانِ عظیم ہے کہ انہوں نے وقتِ وصال سیدنا اعلیٰحضرت امامِ اہلسنت کے مقدس احوال و مناظر و مشاہدات کا دلکش انداز میں نقش کھینچ کر رکھ دیا جس سے ایک قلبی روحانی سکون نصیب ہوتا ہے۔

سیدنا مجدد اعظم حضور پر نور اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی علیہ الرحمۃ کے وصایا مبارکہ کا ایک بڑا مجموعہ حضور صدر الصدور صدر الشریعت بدر الطریقت صدر المدرسین مفید الطالبین شیخ الفقہا استاذ الاساتذہ مولانا شاہ حکیم ابو العلاء علامہ محمد امجد علی اعظمی قادری رضوی مصنف بہارِ شریعت قدس سرہ العزیز نے بھی مرتب فرمایا تھا جو بہت جامع تھا مگر ہجومِ کاغذات میں کہیں ایسا گم ہوا کہ حضرت ممدوح کے عہدِ حیات میں جستجو ئے بلیغ کے باوجود نہ مل سکا۔ امامِ اہلِ سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی رحلت ایسی تھی جیسا کہ خود بدولت فرماتے ہیں

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا،

مولیٰ عزوجل ہم سب کو حسنِ خاتمہ نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین
وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ وَنُوْرِ عَرْشِهٖ
سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مَلْجَانَا وَمَاوَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْن

۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۶ھ
سگِ بارگاہ محدثِ اعظم پاکستان وادنیٰ دریوزہ گر سیدنا مفتی اعظم
فقیر محمد حسن علی الرضوی البریلوی میلسی

وصایا شریف

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَکَفٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَحِزْبِہٖ وَابْنِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ اَبَدًا اَبَدًا۔

بحیثیت اس کے کہ یہ رسالہ اعلحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصایا پر مشتمل ہے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ مکتوب وصایا کے ساتھ بعض ان ملفوظ وصایا کو بھی جمع کروں، جو زمانہ علالت میں وقتاً فوقتاً ارشاد ہوئے۔

یوں تو ان کی مجلس میں ہر بیٹھنے والا ہمیشہ نصائح کے انمول موتیوں سے دامنِ مراد بھر کر اٹھا مگر خوشخبری ہے اس کو جس نے اُن نصائح کو گوش دل سے سُنا اور اُن پر عمل کیا، افسوس ہے کہ وہ جواہر زواہر اس درفشانی کے ساتھ ہی سلکِ تحریر میں نہ آسکے، جو دو چار باتیں میرے خیال میں ہیں حوالۂ قلم کرتا ہوں: اسی اثناء کے بعض ضروری حالات بھی اضافہ کروں گا۔

اعلحضرت قبلہ رضی اللہ عنہ ۱۴ محرم ۱۳۴۰ھ کو بھوالی سے واپس تشریف لائے تو مسلمانانِ بریلی نے بڑا شاندار استقبال کیا، حضور والا کے تشریف لاتے ہی بریلی میں چہل پہل ہوگئی، بھوالی میں اعلحضرت قبلہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو دردِ پہلو کا دورہ پڑ چکا تھا اس سے ضعف شدید ہوگیا، وطن اور بیرونجات کے دور دراز مقامات سے مسلمان عیادت وبیعت کے لیے گروہ گروہ آتے جاتے رہے، باوجود نقاہت ان کی ہر مجلسِ عیادت تذکیر ونصائح کا ذخیرہ ہوتی، ان کی کبھی کوئی مجلس سرکارِ دو عالم تاجدارِ مدینہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذکر شریف سے خالی نہ گئی، مگر اس دورانِ علالت میں بکثرت ذکرِ شاہ رسالت

علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیہ فرماتے اور خصوصیت کے ساتھ اپنے اور تمام مسلمانوں کے لیے حسنِ خاتمہ کی دعا فرماتے، تضرع و خشیت کی یہ حالت تھی کہ اکثر احادیثِ رقاق ذکر فرماتے، خود اپنی، نیز حاضرین کی روتے روتے ہچکی بندھ جاتی اکثر اوقات فرماتے کہ جس کا خاتمہ ایمان پر ہو گیا اس نے سب کچھ پالیا، کبھی فرماتے اگر بخش دے اس کا فضل ہے، نہ بخشے تو عدل ہے: عرس شریف میں قبل کے وقت لوگوں کو مکان میں طلب فرمایا، یہ وعظ و نصیحت کی آخری صحبت تھی اور رشد و ارشاد کا پچھلا دور: مولانا امجد علی صاحب نے کچھ وصایا شریف قلم بند کیے تھے جو خود حضور اقدس نے املا فرماتے تھے: افسوس ہے کہ وہ کہیں کاغذات میں ایسے مل گئے کہ ان کا اب تک پتہ نہ چلا: روز عرس کچھ کلمات طیبات جو بطور وصایا ارشاد ہوئے ان کی برکات سے حصہ لینے کے لیے گوش گذارِ ناظرین کیے جاتے ہیں۔

ملفوظ وصایا

پیارے بھائیو! لَآ اَدْرِیْ مَا بَقَائِیْ فِیْکُمْ مجھے معلوم نہیں کہ میں کتنے دن تمہارے اندر ٹھہروں: تین ہی وقت ہوتے ہیں: بچپن، جوانی، بڑھاپا: بچپن گیا، جوانی آئی، جوانی گئی، بڑھاپا آیا۔ اب کونسا چوتھا وقت آنے والا ہے جس کا انتظار کیا جائے۔ ایک موت ہی ہے۔ اللہ قادر ہے کہ ایسی ہزار مجلسیں عطا فرمائے اور آپ سب لوگ ہوں، میں ہوں: اور میں آپ سب لوگوں کو سناتا ہوں، مگر بظاہر اب اس کی امید نہیں: اس وقت میں دو وصیتیں آپ لوگوں کو کرنا چاہتا ہوں: ایک تو اللہ و رسول (جل جلالہٗ و صلی اللہ علیہ وسلم) کی اور دوسری خود میری۔ تم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھولی بھیڑیں ہو، بھیڑیے

تمہارے چاروں طرف ہیں یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکائیں، تمہیں فتنے میں ڈال دیں، تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں، ان سے بچو اور دور بھاگو: دیوبندی ہوئے، رافضی ہوئے، نیچری ہوئے، قادیانی ہوئے، چکڑالوی ہوئے غرض کتنے ہی فرقے ہوئے، اور اب سب سے نئے گاندھوی ہوئے جنہوں نے ان سب کو اپنے اندر لے لیا: یہ سب بھیڑیے ہیں، تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں ان کے حملوں سے ایمان کو بچاؤ۔

حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رب العزت جل جلالہ کے نور ہیں حضور سے صحابہ روشن ہوئے، اُن سے تابعین روشن ہوئے، اُن سے ائمہ مجتہدین روشن ہوئے، اُن سے ہم روشن ہوئے: اب ہم تم سے کہتے ہیں، یہ نور ہم سے لے لو ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو: وہ نور یہ ہے کہ اللہ ورسول سے سچی محبت، اُن کی تعظیم اور اُن کے دوستوں کی خدمت اور اُن کی تکریم اور اُن کے دشمنوں سے سچی عداوت جس سے اللہ ورسول کی شان میں ادنے توہین پاؤ، پھر وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو، فوراً اس سے جدا ہو جاؤ، جس کو بارگاہ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو، پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ معظم کیوں نہ ہو اپنے اندر سے اسے دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔

میں پونے چودہ برس کی عمر سے یہی بتاتا رہا اور اس وقت پھر یہی عرض کرتا ہوں اللہ تعالےٰ اپنے دین کی حمایت کے لیے کسی بندے کو کھڑا کر دیگا، مگر معلوم نہیں میرے بعد جو آئے کیسا ہو، اور تمہیں کیا بتائے، اس لیے اِن باتوں کو خوب سن لو حجۃ اللہ قائم ہو چکی، اب میں قبر سے اٹھ کر تمہارے پاس

بتانے نہ آؤں گا: جس نے اسے سُنا اور مانا قیامت کے دن اس کے لیے نور و نجات ہے، اور جس نے نہ مانا اس کے لیے ظلمت و ہلاکت: یہ تو خدا اور رسول کی وصیت ہے، جو یہاں موجود ہیں سُنیں اور مانیں، اور جو یہاں موجود نہیں تو حاضرین پر فرض ہے کہ غائبین کو اس سے آگاہ کریں: اور دوسری میری وصیت ہے آپ حضرات نے کبھی مجھے کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچنے دی، میرے کام آپ لوگوں نے خود کیے مجھے نہ کرنے دیئے، اللہ تعالٰے آپ سب صاحبوں کو جزائے خیر دے، مجھے آپ صاحبوں سے امید ہے کہ قبر میں بھی اپنی جانب سے کسی قسم کی تکلیف کے باعث نہ ہوں گے: میں نے تمام اہلسنت سے اپنے حقوق لوجہ اللہ معاف کر دیئے ہیں، آپ لوگوں سے دست بستہ عرض ہے کہ مجھ سے جو کچھ آپ کے حقوق میں فروگذاشت ہوئی ہو وہ معاف کر دیں: اور حاضرون پر فرض ہے کہ جو حضرات یہاں موجود نہیں اُن سے میری معافی کرا لیں:

ختم جلسہ کے وقت فرمایا کہ اللہ تعالٰے کے فضل اور اس کے کرم سے اس گھر سے فتوے نکلتے نوّے برس سے زائد ہو گئے، میرے دادا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مدت العمر یہ کام کیا، جب وہ تشریف لے گئے تو اپنی جگہ میرے والد ماجد قدس سرہ العزیز کو چھوڑا میں نے چودہ سال کی عمر میں ان سے یہ کام لے لیا پھر چند روز بعد امامت بھی اپنے ذمّے کر لی، غرضکہ میں نے اپنی صغر سنی میں کوئی بار اُن پر نہ رہنے دیا، جب انہوں نے رحلت فرمائی تو مجھے چھوڑا، اور اب میں تم تین کو چھوڑتا ہوں، تم ہو۔ مصطفٰے رضا ہیں تمہارا بھائی حسنین ہے سب مل کر کام کرو گے تو خدا کے فضل و کرم سے کر سکو گے اللہ تمہاری مدد فرمائیگا اس کے

ـہ یہ خطاب خلف اکبر مخدومنا حضرت مولانا شاہ مولوی محمد حامد رضا خان صاحب سے ہے:

بعد اپنے پس ماندوں کے حق میں خدمت دین و ترقیِ علم کی دُعا فرمائی، ان مبارک وصایا نے مجمع پر ایسا گہرا اثر ڈالا کہ لوگ دھاڑیں مار مار کر روتے، لوگوں کا اس روز بلک بلک رونا عمر بھر یاد رہے گا، کچھ اس روز ہی اپنی رحلت کی تصریح نہ فرمائی بلکہ اس کے بعد سے یوم الوصال تک لگاتار خبریں اپنی وفات شریف کی دیں اور ایسے وثوق سے کہ گویا منٹ منٹ کی خبر ہے، میں نے تمام واقعات اپنی ان آنکھوں سے دیکھے ہیں، میں یہ کہنے کے لیے بالکل مجبور ہوں کہ اعلیٰ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ جو تفرد اور امتیاز دورِ جدید کے علماء ظاہر میں رکھتے تھے وہ ہی علو و برتری انہیں طبقہ اولیاء میں بھی حاصل تھی، اُن کثیر اخبار میں سے بعض کو حوالہ قلم کرتا ہوں۔

اخبارِ ارتحال

۱

رمضان شریف ۱۳۳۹ھ میں اعلیٰ حضرت قبلہ بھوالی تشریف رکھتے تھے[۲] اور آپ کی منجھلی صاحبزادی صاحبہ مرحومہ بغرضِ علاج نینی تال میں مقیم تھیں، یہ کم و بیش تین برس سے علیل تھیں اور ایسی سخت کہ بارہا مایوسی ہو چکی تھی جب نمازِ عید پڑھانے کے لیے نینی تال تشریف لانا ہوا تو صاحبزادی صاحبہ کے اشتدادِ

---

[۱] اے اللہ تو ان ناتواں ہاتھوں کی لاج رکھ لے جو ہمیشہ تیرے ہی آگے پھیلے ہیں۔

[۲] بھوالی تشریف لیجانے کا نکتہ یہ ہے کہ فرائضِ الٰہیہ کی عظمت اعلیٰحضرت کا قلب ایسا محسوس کرتا تھا جو اولیاء کاملین کا مخصوص حصہ ہے گوناگوں امراض اور فراوانِ ضعف سے یہ طاقت رکھتے تھے کہ موسم گرما میں روزہ رکھ سکیں اس لیے آپ نے اپنے حق میں یہ فتویٰ دیا تھا کہ پہاڑ پر سردی ہوتی ہے وہاں روزہ رکھ لینا ممکن ہے تو روزہ رکھنے کیلیے وہاں جانا استطاعت کی وجہ سے فرض ہو گیا۔

مرض کی کیفیت کو سنا، چلتے وقت فرمایا کہ میں انشاء اللہ تمہارا داغ نہ دیکھوں گا حالانکہ وہ زیادہ بیمار تھیں اور حضور والا کے بعد صرف ۲۷ روز ہی زندہ رہیں، ۲۳، ربیع الاول ۱۳۴۰ھ میں سفر آخرت کیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط

وصال شریف سے دو روز قبل چہار شنبہ کو بڑی شدت سے لرزہ ہوا جناب مولنا بھائی حکیم حسنین رضا خان صاحب کو نبض دکھائی، بھائی صاحب قبلہ کو نبض نہ ملی، دریافت فرمایا نبض کی کیا حالت ہے؟ انہوں نے گھبراہٹ اور پریشانی میں عرض کیا ضعف کے سبب سے نہیں ملتی، اس پر دریافت فرمایا آج کیا دن ہے؟ لوگوں نے عرض کیا چہار شنبہ ہے، ارشاد فرمایا جمعہ پر شوق ہے، یہ فرما کر دیر تک حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْل پڑھتے رہے؛ شب پنج شنبہ میں اہل بیت نے چاہا کہ جاگیں شاید کوئی ضرورت ہو، منع فرمایا جب انہوں نے زیادہ اصرار کیا تو ارشاد فرمایا اِنْ شَآءَ اللّٰہ یہ رات وہ نہیں ہے جو تمہارا خیال ہے، تم سب سو رہو؛ وصال کے روز ارشاد فرمایا پچھلے جمعہ میں کرسی پر جانا ہوا، آج چارپائی پر جانا ہوگا؛ پھر فرمایا میری وجہ سے نمازِ جمعہ میں تاخیر نہ کرنا؛

لہ میں اس وقت حاضر تھا کہنے والے نے میرے دل میں فوراً کہدیا کہ امام اہلسنت جمعہ کے بعد ہم میں رہنے والے نہیں؛ ۲ہ جب سے حضور والا کو ضعف لاحق ہوا اور چلنے سے معذوری ہوئی کرسی پر پنجگانہ نماز کو تشریف لاتے رہے اور تمام فرائض باجماعت ہی ادا فرماتے رہے، اس مرتبہ بھوالی سے واپسی پر بے انتہا ضعف لاحق ہوا تو صرف جمعہ ہی باجماعت ادا فرمایا حتّٰی کہ جمعۃ الوصال سے پہلے والا جمعہ بھی باجماعت ادا فرمایا؛

عالیجناب چوہدری عبدالحمید خان صاحب رئیس سہاور مصنف کنز الآخرۃ: (جو اعلےٰ حضرت قبلہ کے عقیدت کیش مخلص ہیں) وصال شریف سے کچھ قبل ملنے کے لیے تشریف لے گئے، اعلےٰ حضرت قبلہ سے عرض کیا کہ حکیم عابد علی کو ثر سیتاپور کے ایک پرانے طبیب ہیں، صحیح العقیدہ سنی اور فقیر دوست ہیں، میرے خیال میں انہیں بلالیا جائے، ارشاد فرمایا کہ انسان آخر وقت تک تدبیر نہیں چھوڑتا، اور یہ نہیں سمجھتا کہ اب تدبیر کا وقت نہیں رہا، جمعہ کے روز کچھ تناول نہ فرمایا؛ بھائی حکیم حسنین رضا خان حاضرِ خدمت تھے، اعلےٰ حضرت قبلہ کو خشک ڈکار آئی ارشاد فرمایا خیال رہے، معدہ خالی ہے ڈکار خشک آئی ہے اس پر بھی احتیاطاً وصال سے کچھ قبل چوکی پر تشریف لے گئے، جمعہ کے روز صبح سے سفرِ آخرت کی تیاریاں ہوتی رہیں، جائیداد کے متعلق وقف نامہ تکمیل فرمایا، جائداد کی چوتھائی آمدنی مصرفِ خیر میں رکھی، باقی اپنے ورثاء پر بحصصِ شرعی وقف علی الاولاد فرمادی؛ پھر وصیت نامہ مرتب فرمایا جو درج ذیل ہے:-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

حسبنا اللہ ونعم الوکیل

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ط

مکتوبِ وصایا

جو وصال شریف سے دو گھنٹہ ۱۷ منٹ پیشتر قلم بند کرائے اور آخر میں حمد و درود شریف و دستخط خود دستِ اقدس سے تحریر فرمائے:-

---

؎ وقتِ غسل نجاست خارج ہوتی ہے: حضور والا نے اس کا پہلے سے اہتمام فرمالیا تھا، اس دن کچھ غذا نہ کھائی، اور وصال سے کچھ پہلے اسی لیے چوکی پر تشریف لے گئے؛

(۱) شروعِ نزع کے قریب کارڈ لفافے روپیہ پیسہ کوئی تصویر اس دالان میں نہ رہے جنب یا حائض نہ آنے پائے ؛

(۲) سورہ یٰسٓ و سورہ رعد باآواز پڑھی جائیں، کلمہ طیبہ سینہ پر دم آنے تک متواتر باآواز پڑھا جائے، کوئی چلّا کر بات نہ کرے، کوئی رونے والا بچہ مکان میں نہ آئے ؛

(۳) بعد قبض فوراً نرم ہاتھوں سے آنکھیں بند کردی جائیں بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ کہہ کر، نزع میں نہایت سرد پانی ممکن ہو تو برف کا پلایا جائے، ہاتھ پاؤں دہی پڑھ کر سیدھے کر دیے جائیں، پھر اصلاً کوئی نہ روئے، وقتِ نزع میرے اور اپنے لیے دعائے خیر مانگتے رہو: کوئی کلمہ برا زبان سے نہ نکلے کہ فرشتے آمین کہتے ہیں؛ جنازہ اٹھتے وقت خبردار کوئی آواز نہ نکلے ؛

(۴) غسل وغیرہ سب مطابقِ سنت ہو، حامد رضا خان وہ دعائیں کہ فتاوے میں لکھی ہیں خوب ازبر کرلیں تو وہ نماز پڑھائیں ورنہ مولوی امجد علی ؛

(۵) جنازہ میں بلا وجہ شرعی تاخیر نہ ہو، جنازہ کے آگے پڑھیں[۱] "تو تم پہ کروڑوں درود" اور ذریعہ قادریہ ؛

(۶) خبردار کوئی شعر میری مدح کا نہ پڑھا جائے یونہی قبر پر ؛

(۷) قبر میں بہت آہستگی سے اتاریں، داہنی کروٹ پر دہی دعائیں پڑھ کر لٹائیں پیچھے نرم مٹی کا پشتارہ لگائیں ؛

---

[۱] یہ دونوں نظمیں جو اعلیٰحضرت قبلہ کی ہیں، اور پہلی حدائق بخشش حصہ دوم میں طبع ہوتی ہے، جس میں حضور پر نور کا تازہ کلام جمع کر کے حال میں شائع کیا گیا ہے اور دوسری حدائق بخشش حصہ اول میں ہے ۱۲ مصحح

(۸) جب تک قبر تیار ہو سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ عُبَیْدَکَ ھٰذَا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ بِجَاہِ نَبِیِّکَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پڑھتے رہیں، اناج قبر پر نہ لے جائیں، یہیں تقسیم کر دیں، وہاں بہت غل ہوتا ہے اور قبروں کی بے حرمتی ؛

(۹) بعد تیاری قبر سرہانے الٓمّٓ تا مُفْلِحُوْنَ پائنتی اٰمَنَ الرَّسُوْلُ تا آخر سورہ پڑھیں اور سات بار بآواز بلند حامد رضا خان اذان کہیں، پھر سب واپس آئیں اور ملقین میرے مواجہ میں کھڑے ہو کر تلقین کریں پیچھے ہٹ ہٹ کر پھر اعزا احباب چلے جائیں، اور ڈیڑھ گھنٹہ میرے مواجہ میں درود شریف ایسی آواز میں پڑھتے رہیں کہ میں سنوں ؛ پھر مجھے ارحم الرّاحمین کے سپرد کر کے چلے آئیں، اور اگر تکلیف گوارہ ہو سکے تو تین شبانہ روز کامل پہرے کیساتھ دو عزیز یا دوست مواجہ میں قرآن مجید و درود شریف ایسی آواز سے بلا وقفہ پڑھتے رہیں کہ انشاء اللہ اس نئے مکان سے دل لگ جائے ؛ جس وقت سے وصال فرمایا، اس وقت سے غسل شریف تک قرآنِ عظیم بآواز پڑھا گیا، پھر تین شبانہ روز مواجہ شریف میں مسلسل تلاوتِ قرآنِ عظیم جاری رہی۔

(۱۰) کفن پر کوئی دو شالہ یا قیمتی چیز یا شامیانہ نہ ہو، کوئی بات خلافِ سنت نہ ہو ؛

(۱۱) فاتحہ کے کھانے سے اغنیاء کو کچھ نہ دیا جائے، صرف فقراء کو دیں[۱] اور وہ بھی اعزاز اور خاطرداری کے ساتھ، نہ کہ جھڑک کر، غرض کوئی بات

---

[۱] اعلٰحضرت قبلہ ان ابرار میں سے تھے جو آیہ کریمہ وَفِیْ اَمْوَالِھِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ کے مصداق ہیں، حضور والا کو مدت العمر غربا سے محبت رہی ان کی امداد و اعانت فرماتے رہے اور وقتِ وصال بھی انہیں کا خیال ہے کہ اپنے مرغوب کھانے پہنچتے رہیں، شانِ کرم ہے

خلافِ سنت نہ ہو۔

(۱۴) اعزا سے اگر بطیب خاطر ممکن ہو تو فاتحہ ہفتہ[1] میں دو تین بار ان اشیاء سے بھی کچھ بھیج دیا کریں، دودھ کا برف خانہ ساز، اگر بھینس کے دودھ کا ہو، مرغ کی بریانی، مرغ پلاؤ، خواہ بکری کا شامی کباب، پراٹھے اور بالائی، فیرنی اردکی پھریری دال مع ادرک و لوازم، گوشت بھری کچوریاں، سیب کا پانی، انار کا پانی، سوڈے کی بوتل، دودھ کا برف[2]، اگر روزانہ ایک چیز ہو سکے یوں کر دیا جیسے مناسب جانو، مگر بطیب خاطر، میرے لکھنے پر مجبور انہ ہو۔

---

[1] بعض جاہل دیوبندی وہابی منکرین فاتحہ نے اس بارھویں وصیت پر طرح طرح کے اعتراض کرکے مسلمانوں کو مغالطہ دیا ہے، اور معاذ اللہ اس کو پیٹ کی پوجا کہا ہے، ابھی تک ان ایوں کو پوجا اور پرستش اور عبادت کی حقیقت بھی معلوم نہ ہو سکی، یہ بھی خیال نہ ہوا کہ اگر ہم اس کو پیٹ کی پوجا کہیں گے، تو اس پوجا سے ہم خود بھی نہ بچیں گے کہ صبح، دوپہر، شام برابر اسی میں مبتلا ہیں، اگر اس معمول میں ذرا بھی دیر ہو جائے تو بڑی بے چینی رہتی ہے، جب تک پیٹ کی پوجا نہ کرلیں قرار نہیں آتا۔

پیارے سنی بھائیو! **اعلیٰحضرت** قدس سرہ العزیز نے اپنے متعلقین کو بارگاہ الٰہی میں نذر کا صحیح طریقہ تعلیم فرمایا ہے کہ فاتحہ کی حقیقت ہی یہ ہے کہ بارگاہ الٰہی میں اپنی مرغوب اور پسندیدہ اشیاء نذر کرکے اس کا ثواب محبوبانِ خدا کی ارواح کو بخشا جائے اور وہ کھانے غریب سنیوں کو نہایت محبت اور شفقت سے تقسیم کیے جائیں تاکہ سنت پر صحیح عمل ہو: زیادہ وضاحت دیکھنا ہو تو "قہر خداوندی" صفحہ ۱۱۵ دیکھیے۔

[2] دودھ کا برف دوبارہ پھر بتایا، چھوٹے مولانا نے عرض کیا اسے تو حضور پہلے لکھا چکے ہیں، فرمایا پھر لکھو، انشاء اللہ مجھے میرا رب سب سے پہلے برف ہی عطا فرمائے گا، اور ایسا ہی ہوا کہ ایک صاحب بروقت دفن بلا اطلاع دودھ کا برف خانہ ساز لے آئے۔

(۱۳) ننھے میاں سلمہ کی نسبت جو خیالات حامد رضا خان کے ہیں، میں نے تحقیق کیا سب غلط ہیں اور وہ احکام بے اصل، یہ شرعی مسئلہ سے کہتا ہوں نہ رعایت سے ان کی غلط فہمی ہے۔ ان کی اطاعت و محبت واجب ہے، اور اُن پر اُن سے محبت و شفقت لازم، جو اس کے خلاف کرے گا اس سے

(۱۴) رضا حسین حسنین[1] اور تم سب محبت و اتفاق سے رہو، اور حتی الامکان اتباعِ شریعت نہ چھوڑو، اور میرا دین[2] و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا، ہر فرض سے اہم فرض ہے۔ اللہ توفیق دے والسلام ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ روز جمعہ مبارکہ ۱۲ بجکر ۲۱ منٹ پر یہ وثیق وصایا قلم بند ہوئے۔

---

[1] رضا حسین عرف میرے برادر مکرم حکیم حسین رضا خان صاحب کا ہے جو عرصہ دراز سے اعلیٰحضرت کی خدمت میں علاج کرتے تھے اور آخر تک کرتے رہے، حضرت کے پہاڑ سے آنے پر اعزا کی رائے تبدیل معالج کی ہوئی حضرت نے سن کر ہندی کی مثل فرمائی "گھر کا جوگی جوگیا ان گاؤں کا سدھ" اور فرمایا جب سے انہوں نے میرا علاج شروع کیا ہے اس وقت تک اس کی دوا نے کبھی نقصان نہ پہنچایا گھر کا طبیب ہونے کی وجہ سے کوئی اس کو نہیں سمجھتا اور نہ قدر کرتا ہے۔

[2] اس پر بھی دیوبندیوں وہابیوں نے بیجا اعتراض کر کے طرح طرح سے مغالطہ دیا ہے اور (میرا دین و مذہب) کو اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا جدید مذہب قرار دیا، جاہل دیوبندیوں وہابیوں کو یہ بھی خبر نہیں کہ حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ نکیرین قبر میں آکر تین سوال کریں گے جن میں دوسرا سوال یہ ہوگا مَا دِیْنُكَ یعنی تیرا دین کیا ہے؟ اس کا جواب ہر ایک سنی صحیح العقیدہ یہ دے گا کہ دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ یعنی میرا دین اسلام ہے۔ **اعلیٰحضرت** امام اہلسنت قدس سرہٗ کا دین و مذہب سچا اسلام ہے جو آپ کی تصانیف سے ظاہر و باہر ہے،

دستخط فقیر احمد رضا غفرلہٗ بقلم خود بحالتِ صحتِ حواس وَاللہُ شَہِیْدٌ
وَلَہُ الْحَمْدُ وَصَلَّی اللہُ تَعَالٰی وَبَارِکْ وَسَلِّمْ عَلٰی شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ
وَاٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ وَصَحْبِہِ الْمُکَرَّمِیْنَ وَابْنِہٖ وَحِزْبِہٖ اِلٰی اَبَدِ الْاٰبِدِیْنَ
اٰمِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؂

مجددِ مائۃ حاضرہ

اعلیٰحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ولادت و وفات کی تاریخیں خود تحریر فرمائی ہیں۔ ان کا ذکر یہاں ضروری ہے۔ لہٰذا میں مناسب خیال کرتا ہوں کہ مخدومی عالیجناب صاحبزادہ مولٰنا سید محمد صاحب اشرفی کا وہ مضمون جو تاریخوں پر مشتمل ہے پورا درج کر دوں :۔

اِمَامُ الْھُدٰی عَبْدُ الْمُصْطَفٰی اَحْمَدْ رَضَا علیہ الرحمۃ

اسی لیے اس پر قائم رہنے کی اپنے متعلقین کو ہدایت فرمائی کہ کہیں آگے غافل ہو کر بدمذہبوں کی تصانیف پڑھ کر اُن کا جدید و باطل مذہب اختیار نہ کر لیں۔ آج تمام وہابیوں دیوبندیوں نے اسی دین و مذہب کو بریلوی عقیدہ مشہور کیا ہے۔ ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ جس مذہب اور عقیدے کو بریلوی کہا جا رہا ہے یہی قدیم مذہب اور قدیم عقیدہ ہے۔ صحابہ و تابعین و جمیع سلف صالحین کا یہی عقیدہ ہے جو اعلیٰحضرت قبلہ نے اپنی تصانیف میں تعلیم فرمایا تھا۔ اور اس کے علاوہ جتنے عقائد ہیں وہ سب باطل اور جدید ہیں اور بالکل قرآن و احادیث کے خلاف ہیں۔ زیادہ وضاحت چاہو تو قہرِ خداوندی صفحہ ۱۱۶ دیکھو۔

حدیث شریف میں فرمایا اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَاْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا ۔ اللہ تعالیٰ اس امت کیلئے ہر صدی کے سر پر مجدد دین بھیجتا ہے رواہ ابوداؤد فی سننہ وحسن بن سفیان فی مسندہ والبزار فی مسند والطبرانی فی المعجم الاوسط وابن عدی فی الکامل والحاکم فی المستدرک و ابونعیم فی الحلیۃ والبیہقی فی المدخل وغیرھم من المحدثین اس حدیث جلیل کی شرح میں شیخ الاسلام بدرالدین ابدال رسالہ مرضیہ فی نصرۃ مذھب الاشعریہ میں لکھتے ہیں اِعْلَمْ اَنَّ الْمُجَدِّدَ اِنَّمَا هُوَ بِغَلَبَۃِ الظَّنِّ مِمَّنْ عَارَفَہٗ بِقَرَآئِنِ اَحْوَالِہٖ وَالْاِنْتِفَاعِ بِعِلْمِہٖ وَلَا یَکُوْنُ الْمُجَدِّدُ اِلَّا عَالِمًا بِالْعُلُوْمِ الدِّیْنِیَّۃِ الظَّاهِرَۃِ وَالْبَاطِنَۃِ نَاصِرًا لِلسُّنَّۃِ قَامِعًا لِلْبِدْعَۃِ ۔ یعنی مجدد کی شناخت قرائنِ احوال سے کیجائے، اور دیکھا جائے کہ اس کے علم نے کیا نفع پہنچایا، اور مجدد وہی ہوگا جو علوم دینیہ ظاہرہ اور باطنہ کا عالم عارف سنّت کا مددگار رہے، اور بدعت کا اکھاڑنے والا ہو۔

امام جلال الدین سیوطی مرقات السعود شرح سنن ابی داؤد میں فرماتے ہیں وَالَّذِیْ یَنْبَغِیْ اَنْ یَّکُوْنَ الْمَبْعُوْثُ عَلٰی رَاْسِ الْمِائَۃِ رَجُلًا مَشْهُوْرًا مَعْرُوْفًا مُشَارًا اِلَیْہِ وَقَدْ کَانَ قَبْلَ کُلِّ مِائَۃٍ اَیْضًا مَنْ یَّقُوْمُ بِاَمْرِ الدِّیْنِ وَالْمُرَادُ بِالذِّکْرِ مَنِ انْقَضَتِ الْمِائَۃُ وَھُوَ حَیٌّ عَالِمٌ مَشْهُوْرٌ مُشَارٌ اِلَیْہِ اِھ مُلَخَّصًا یعنی اچھا یہ ہے کہ صدی کا مجدد وہ شخص ہو جو مشہور و معروف ہو، اور امر دین میں جس کی طرف اشارہ کیا جاتا ہو، اور پہلے بھی ہر صدی میں مجدد

ہوتے ہیں، اور مراد یہ ہے کہ مجدد صدی گذشتہ کے خاتمہ پر اپنی زندگی میں مشہور عالم اور علماء کا مشارالیہ رہ چکا ہو، حدیث شریف ہمیں ہر صدی میں ایک مجدد کی تشریف آوری کی بشارت سناتی ہے، ائمہ کرام پتہ دیتے ہیں کہ گذشتہ صدی کے آخری حصہ میں جس کی شہرت ہو چکی ہو، اور موجودہ صدی میں بھی وہ مرکز علوم سمجھا جاتا ہو، اس کے قدم مجدد کے قدم ہیں ؛

اب آؤ دیکھیں کہ تیرھویں صدی گذر گئی اور چودھویں صدی قریب نصف حصہ کے طے کر چکی، ہمارا مجدد تیرھویں صدی میں پیدا ہو چکا اور شہرت حاصل کر چکا، اور چودھویں صدی میں علمائے دین کا مشارالیہ قرار پا چکا، جس پر علامہ بدرالدین ابدال و امام جلال الدین سیوطی کی شہادت گذر چکی، اُسکی تلاش کریں ہمیں اس جستجو میں آسمان پر پرواز کی حاجت نہیں، کرۂ زمین کے طواف کی ضرورت نہیں ؛ ربع ارضِ مسکون وہ بھی صرف آبادی اسلام، وہ بھی صرف آستانہ جات علمائے کرام کی خاکروبی ہمارے مدعا کو کافی ہے ؛ اب ہم ہیں اور پر شوق نگاہیں تمناؤں بھرا دل، نظر افق ہے تو ہندوستان سے گذر کر سمندر طے کر کے اسلام کے مرکزِ دین کے طور مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ زَادَھُمَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا کی گلی گلی کا طواف اور کوچہ کوچہ کا چکر لگا رہی ہے، کبھی غلافِ کعبہ پکڑے عرض کر رہی ہے کہ اے مالک و مولیٰ جل و علا ہمارے مذہبی رہنما اور دینی پیشوا کا پتہ دے، کبھی روضہ مقدسہ کے سامنے باادب عرض گذار ہے کہ اے دوجہان کے آقا صلوات اللہ وسلامہ علیک ہمیں حضور اپنی بشارت کا مصداق بنائیں؛ ان عرضیوں کے ساتھ چار آنسو نذر کر رہی ہے: الحمدللہ کہ عرضی قبول ہوئی اور عقلِ سلیم مجالسِ علماء کی طرف لے چلی، اور حرمین شریفین کے مفتیان کرام و ائمہ حرمین عظام و جمیع علمائے اسلام کے قدموں پہ ہمیں ڈال

دیا ہم چپ ہیں، ساکت وصامت ہیں، کہ تاب گویائی باقی نہیں ہے، اتنا دیکھتے ہیں کہ ان علماء کے دستِ اقدس میں کوئی معتمد و مستند رسالہ کوئی معتقد و منتقد مجال ہے اور ان کے قلم وزبان کسی کی مداحی میں یوں زمزمہ سنج ہیں، مناقب علیہ کا اظہار ان لفظوں سے ہو رہا ہے۔

عالم علامۂ کامل، استاد ماہر، معزز باریکیوں کا خزانہ، ملفوظ برگزیدہ، گنجینۂ علوم کے مشکلاتِ ظاہر وباطن کا کھولنے والا، دریائے فضائل، علمائے عمائد کی آنکھوں کی ٹھنڈک، امام پیشوا، روشن ستارہ، اور ا سے دشمن اسلام کے لیے تیغ براں، استاد معظم، نامور مشہور ہمارا سردار، جلیل القدر دریائے ذخار، بسیار فضل، دلیر بلند ہمت، ذہین، دانشمند، بحر ناپید اکنار شرف وعزت والا، صاحب ذکا، ستھرا، ہمارا مولیٰ، کثیر الفہم، منقبتوں اور فخروں والا یکتائے زمانہ، اپنے وقت کا یگانہ، علمائے مکہ اُن کے فضائل پر گواہ، اس صدی کا مجدد، زبردست عالم، عظیم الفہم جن کی فضیلتیں وافر، بڑائیاں ظاہر، دین کے اصول وفروع میں تصانیف متکاثر، مشہور ان کے کمال کا بیان طاقت سے باہر، علم کا کوہ بلند، طاقتور زبان والا، حاوی جمیع علوم، ماہر علوم غریبہ، دین کا زندہ کرنے والا، وارث نبی، سید العلماء، مایۂ افتخار علماء، مرکز دائرۂ علوم، ستارۂ آسمان علوم، مسلمانوں کا یاور ونگہبان، حکم، حامی شریعت، خلاصۂ علمائے راسخین، فخر اکابر، کامل سندر، معتمد، پشت پناہ، محقق اور ولایت صحیحہ کی تصدیق یوں کی جارہی ہے کہ آفتاب معرفت، کثیر الاحسان، کریم النفس، دریائے معارف، مستحبات وسنن ولبیات وفرائض پر محافظ، محمود سیرت، ہر کام پسندیدہ، صاحب عدل، عالم باعمل، عالی ہمم، نادر روزگار، خلاصۂ لیل ونہار، اللہ کا خاص بندہ، عابد، دنیا سے

بے رغبتی والا، عرفان معرفت والا خبیر ہے

میں اس مالک پر صدقے، اس آقا پر ماں باپ قربان، جس سے ایک حامی سنّت، ماحی بدعت، مشہور عالم کی تمنا عرض کی گئی، اور ہم کو اس کا پتہ ملا، جو سنت و اہل سنت کا یاور و نگہبان اور بدعت و اہل بدعت کے لیے تیغ براں اور علم میں کوہ بلند، کامل سمندر، مرکز دائرۂ علوم و پیشوائے اہل اسلام ہے، اس کا نشان ملا، جو نہ صرف باطن کا عالم ہے، بلکہ وہ دریائے معرفت اور اللہ کا خاص بندہ، عالی ہمم، خلاصۂ لیل و نہار ہے، بلکہ ہم اس کو پا گئے جو علماء کی زبان پر اس صدی کا **مجدّد** پکارا جاتا ہے، وہ کون ہے؟ بے دینوں کی آنکھیں کور ہوں، حاسدوں کی نگاہوں میں خاک ہو، وہ وہی ہے جو بریلی کے مقدس گھرانوں میں سنہ ۱۲۷۲ھ کو پیدا ہوا، اور سنہ ۱۲۸۵ھ کو ۱۳ برس کی عمر میں پروان چڑھا اور علوم کا سرتاج ہو کر منصب افتاء کا عزت بخش ہوا، اور ۳۰ برس تک تیرھویں صدی میں اپنے فتاوے و تصانیف سے علوم کے دریا بہا دیئے، اور عرب و عجم نے سرِ عقیدت ٹیک دیئے، اور سنہ ۱۳۲۴ھ میں اس کی سرکار اعلیٰ بلند و بالا کو وہ عروج کامل ہوا کہ ہند و سندھ، افغانستان و ترکستان، عراق و حجاز، خاص حرمین محترمین کے علماء نے زانوئے ادب تہ کر دیئے، اور عقیدت کے وہ کلمات نذر گزارے جن کو ابھی تم سن چکے ہو (دیکھو حسام الحرمین شریف) بتاؤں وہ مجدد کون ہے؟ سنو اور گوشِ ہوش سے، وہ وہی مقدس مفتی ہے جس کی زبان پر قدرت نے تاریخ ولادت کے لیے اس آیۂ کریمہ کی تلاوت کرائی:۔

اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ

سنہ ۱۲۷۲ھ

یعنی یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف

کی روح سے ان کی مدد فرمائی، کچھ سمجھے کہ اُولٰئِكَ یعنی وہ لوگ، کن کی طرف اشارہ ہے دیکھو کریمہ مذکورہ کے پہلے کی آیت، فرماتا ہے لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ یعنی تو نہ پائے گا انہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ و قیامت پر، کہ اُن کے دلوں پر ایسوں کی محبت آنے پائے، جنہوں نے خدا و رسول سے مخالفت کی، چاہے وہ اُن کے باپ بیٹے یا بھائی یا عزیز ہی کیوں نہ ہوں، وہ لوگ جن کے دلوں میں ایمان نقش کر دیا اللہ نے، اور اپنی طرف کی روح سے ان کی تائید فرمائی۔ تم ہمارے ممدوح کی پاکیزہ زندگی پر ایک نظر کر جاؤ، اور کفرہ و مرتدین و فرق ضالین کا جو رد و استیصال فرمایا ہے اس پر نظر ڈالو، تو بے ساختہ کہہ اٹھو گے، کہ آیۂ کریمہ کا خلعت فاخرہ تن اقدس پر کیسا پر زیب ہے ؛

اب ذرا آیت کریمہ مذکورہ کے بعد کی آیت تلاوت کرو، فرماتا ہے وَیُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ یعنی انہیں باغوں میں اللہ تعالیٰ لے جائے گا، جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، ہمیشہ اس میں رہیں گے، اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی، یہی لوگ اللہ والے ہیں، خبردار اللہ والے ہی مراد کو پہنچے ؛

بتاؤں کہ وہ اللہ والا **مُجدّد** کون ہے ؟ جس کو آیۂ کریمہ کی بشارت کا وہ حق و استحقاق ہے کہ اگر اُولٰئِكَ میں بعد لام کے الف

کو کتابت میں ظاہر کرو، تو اس کی عمر شریف کی تعداد ۶۸ برس کا پتہ چلتا ہے
اب اُولٰئِکَ کی جگہ ممدوح کا تصور کرو، اور پاکیزہ حیات کو سوچ کر بعونہٖ
تعالیٰ کہہ سکتے ہو کہ وہ اڑسٹھ برس والا کامل الایمان و مؤید من اللہ تھا۔

بتاؤں کہ وہ مؤید من اللہ مُجدّد کون ہے؟ بے دینوں کا
ستیاناس ہو، حاسدوں کا برا ہو، وہ وہی مبارک ہستی ہے، جس کے علم
وکمال وفضل بیشمال نے دشمنوں کی آنکھیں خیرہ کر دیں، اسلام اور اہل اسلام
کی موجودہ پر شور و شر زمانہ میں بچپن برس تک مدد و مخاطب فرما کر دین کو تازہ
زندگی عطا کر کے ۱۳۴۰ھ میں اڑسٹھ برس کی عمر شریف میں ہماری نگاہوں سے
پوشیدہ ہو گیا، اور ۲۵ صفر المظفر یوم جمعہ مبارکہ کو اپنے رب سے جا ملا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

بتاؤں کہ وہ محی الدین مجدّد کون ہے؟ جو اپنی وفات شریف
سے چار ماہ بائیس روز قبل بمقام کوہ بھوالی اپنے وصال کی تاریخ یہ فرما
چکا ہے، بلکہ یوں کہو کہ تاریخ وفات کے لیے بھی جس کی زبان سے
قدرت نے یہ آیۂ کریمہ تلاوت کرائی

وَيُطَافُ عَلَيْهِم بِاٰنِيَةٍ مِّن فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ ط

۴۰ ۱۳
سنہ ۵ھ

یعنی خدام چاندی کے کٹورے اور گلاس لیے ان کو گھیرے ہیں، قرآن کریم میں
یہ بشارت ابرار کے لیے آئی ہے، اور ابرار کے معنی مدارک شریف میں یہ لکھے
هُمُ الصَّادِقُوْنَ فِی الْاِیْمَانِ اَوِ الَّذِیْنَ لَا یُؤْذُوْنَ الذَّرَّ وَلَا
یُضْمِرُوْنَ الشَّرَّ یعنی ابرار کے معنی ہیں سچے، ایماندار یا وہ لوگ جو چیونٹی

تک کو ایذا نہیں دیتے، اور نہ کسی شر کو پوشیدہ رکھیں۔

اب پھر ایک مرتبہ ہمارے ممدوح کی نفیس زندگی کے اوراق کا مطالعہ کرو، بے اختیار کہہ پڑو گے، کہ ایسا سچا، ایماندار، ایسا شور و شر کا میٹنے والا اور بلا وجہ شرعی کسی کو رنجیدہ نہ کرنے والا کوئی دوسرا دیکھنے میں نہیں آیا، اس کو یاد رکھنا کہ تلاوت آیۂ کریمہ مذکور کے ساتھ یہ بھی ارشاد کر دیا گیا ہے کہ آیت کریمہ سے وَ کو نہ پڑھو تو بحساب ابجد ۱۳۴۴ھ ہوتے ہیں، جو تاریخ وصال حضرت خاتم المحدثین مولانا وصی احمد صاحب قدس سرہ کی ہے اب اگر دونوں تاریخوں کو ملا کر یوں کہو:-

يُطَافُ عَلَيْهِم بِآنِيَةٍ مِّن فِضَّةٍ وَّأَكْوَابٍ ط

سنہ ۱۳ ھ ۴۴

وَيُطَافُ عَلَيْهِم بِآنِيَةٍ مِّن فِضَّةٍ وَّأَكْوَابٍ ط

سنہ ۱۳ ھ ۴۰

پھر یہ عطف اس اختصاص باہمی کا پتہ دیتا ہے، جو حضار آستانہ پر پوشیدہ نہیں ہے، بتاؤں کہ وہ صادق الایمان مجدد کون ہے؟ جس نے اپنی وفات سے عرب و عجم کو تاریک کر دیا، اور جس کی ہزاروں تصانیف علیہ اس کی حیات کو بعونہ تعالیٰ باقی رکھیں گی، جو صرف ایک مکان سے دوسرے مکان کو منتقل فرمایا گیا، مگر اعانت و مدد کا ہاتھ ہمیشہ اسلام و مسلمین پر انشاء اللہ تعالےٰ رہے گا۔

بتاؤں کہ وہ مشہور مجدد کون ہے؟ جس کے وصال میں عامہ

اہلِ اسلام بے چین ہو کر کہتے ہیں کہ ہمارا امام رخصت ہو گیا
جمیع علمائے اہلِ اسلام کہتے ہیں کہ مجدد مائۃ حاضرہ
وصال فرما گیا:
اور تمام مشائخ عظام جو مسندِ رشد و ہدایت کی زینت ہیں فرماتے ہیں
قطب الارشاد اٹھ گیا، غرض عرب و عجم میں ہلچل پڑ گئی، بلکہ ارواحِ طیبہ پر بھی بڑا اثر پڑا:

بتاؤں کہ وہ محبوب و ممدوح خلائق مجدّد کون ہے؟ جس کی خبر وفات سنتے ہی ہر طبقہ کو عالمِ حسرت میں سکتہ ہو گیا، اور زبانیں بے ساختہ دعائیں دینے لگیں، اور برکتیں حاصل کرنے لگیں، چنانچہ حضرت والد ماجد قبلہ مدظلہٗ کی زبانِ مبارک سے بے ساختہ نکل گیا کہ:۔

رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰے عَلَیْهِ

دیکھا گیا تو یہ وصال کی تاریخ کا جملہ ہے: ۱۳۴۰ھ
اب میں ممدوح کا نام و لقب مبارک بتاتا ہوں، تم کہو اور کہتے رہو رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰے عَلَیْهِ، اور ہم کہیں:۔

اِمَامُ الْهُدٰی عَبْدُ الْمُصْطَفٰے

اَحْمَدُ رَضَا عَلَیْهِ الرَّحْمَة

۱۹ ۶ ۲۱

سنہ

بعض واقعات

وصیت نامہ تحریر کرایا، پھر اس پر خود عمل کرایا، وصال شریف کے تمام کام گھڑی دیکھ کر ٹھیک وقت پر ارشاد ہوتے رہے، جب دو بجنے میں ۴ منٹ باقی تھے، وقت پوچھا، عرض کیا گیا، فرمایا گھڑی کھلی سامنے رکھ دو، لیکایک ارشاد فرمایا تصاویر ہٹا دو، یہاں تصاویر کا کیا کام، یہ خطرہ گزرتا تھا، کہ خود ارشاد فرمایا، یہی کارڈ لفافہ روپیہ پیسہ، پھر ذرا وقفہ سے برادر محترم حضرت مولنا مولوی **محمد حامد رضا خاں** صاحب سے ارشاد فرمایا، وضو کر آؤ، قرآن عظیم لاؤ، ابھی وہ تشریف نہ لائے تھے کہ برادرم مولنا **مصطفےٰ رضا خاں** سلمہٗ سے پھر ارشاد فرمایا، اب بیٹھے کیا کر رہے ہو؟ یٰسین شریف اور سورۂ رعد شریف تلاوت کرو، اب عمر شریف سے چند منٹ رہ گئے ہیں، حسب الحکم دونوں سورتیں تلاوت کی گئیں، ایسے حضور قلب اور تیقظ سے سنیں، کہ جس آیت میں اشتباہ ہوا یا سننے میں پوری نہ آئی یا سبقت زبان سے زیر وزبر میں اس وقت فرق ہوا، خود تلاوت فرما کر بتلادی

اس کے بعد سید محمود علی صاحب ایک مسلمان ڈاکٹر عاشق حسین صاحب کو اپنے ہمراہ لائے، ان کے ساتھ اور لوگ بھی حاضر ہوئے: اس وقت جو جو حضرات اندر گئے سب کے سلام کے جواب دیئے، اور سید صاحب سے دونوں ہاتھ بڑھا کر مصافحہ فرمایا: ڈاکٹر صاحب نے اعلحضرت قبلہ سے حال دریافت فرمانا چاہا، مگر وہ اس وقت حکیم مطلق کی طرف متوجہ تھے، اُن سے اپنے مرض یا علاج کے متعلق کچھ نہ ارشاد فرمایا: سفر کی دعائیں جن کا چلتے

وقت پڑھنا مسنون ہے، تمام وکمال بلکہ معمول شریف سے زائد پڑھیں، پھر کلمۂ طیبہ پورا پڑھا، جب اس کی طاقت نہ رہی اور سینہ پر دم آیا، ادھر ہونٹوں کی حرکت و ذکر پاس انفاس کا ختم ہونا تھا کہ چہرہ مبارک پر ایک لمعہ نور کا چمکا، جس میں جنبش تھی، جس طرح لمعانِ خورشید آئینہ میں جنبش کرتا ہے، اس کے غائب ہوتے ہی وہ جان نور، جسم اطہر حضور سے پرواز کر گئی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ۝ خود اسی زمانے میں ارشاد فرمایا تھا، جنہیں ایک جھلک دکھا دیتے ہیں وہ شوقِ دیدار میں جاتے ہیں، کہ جانا معلوم بھی نہیں ہوتا: ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ کو ٹھیک نماز جمعہ کے وقت مجھے اس بات کا شاہد ہوا کہ محبوبانِ خدا بڑی خوشی سے جان دیتے ہیں: جاں کنی کا وقت سخت ترین وقت ہے لوگوں کے چہروں پر وحشت چھا جاتی ہے، ورنہ کم از کم شکن پڑجاتی ہے، اور کیوں نہ ہو، یہ جسم و روح جیسے دو پرانے دوستوں کے فراق کی گھڑی ہے، مگر بجائے کلفت مسرت دیکھی: وہ وصالِ محبوب کی پہلے سے بشارت پاچکے تھے، وصالِ محبوب کا وقت قریب آگیا ہے، عزیز و اقارب گرد و پیش حاضر ہیں، مگر کسی کی طرف نظر بھر کر نہیں دیکھتے: یقیناً وہ ایسی ذات سے عنقریب ملا چاہتے ہیں، جو ان کو سب پیاروں سے ہیں زیادہ پیاری ہے اور محبوب حقیقی ہے:

غسل شریف

غسل شریف میں علمائے عظام اور سادات کرام اور حفاظ شریک تھے جناب سید اظہر علی صاحب نے لحد کھودی: جناب مولٰنا امجد علی صاحب نے حسب وصیت غسل دیا، اور جناب حافظ امیر حسن صاحب مراد آبادی نے

مدد دی مولنا سید سلیمان اشرف صاحب اور سید محمود جان صاحب اور سید ممتاز علی صاحب اور عم مکرم جناب مولانا محمد رضا خاں صاحب نے پانی ڈالا، یہ خاکسار اور بھائی حکیم حسین رضا خاں صاحب اور جناب لیاقت علی خان صاحب رضوی اور مفتی فدا یار خاں صاحب رضوی پانی دینے میں معروف رہے: مولینا مصطفےٰ رضا خاں صاحب علاوہ دیگر خدمات غسل کے وصیت نامہ کی دعائیں بھی یاد کراتے رہے: مخدومنا مولانا شاہ محمد حامد رضا خان صاحب نے مواضع سجود پر کافور لگایا: جناب مولانا مولوی مفتی محمد نعیم الدین صاحب نے کفن شریف بچھایا، میں نے نام اور کام اپنی ناتمام یاد پر لکھے ہیں، اگر کسی صاحب کے نام وکام سے سہو ہوا ہو تو معاف فرمائیں:

عین وقت غسل ایک حاجی صاحب اعلحضرت قبلہ سے ملنے تشریف لائے انہیں یہاں آکر وصال شریف کی خبر ہوئی، تحفہ میں زم زم شریف اور مدینہ طیبہ کا عطر اور دیگر تبرکات ساتھ لائے تھے، زم زم شریف میں کافور تر کیا گیا اور خلعتِ رخصت میں لگا دیا گیا: تاجدار مدینہ کے قربان (صلی اللہ علیہ وسلم) مدینہ طیبہ سے سرکاری عطائیں عین وقت پر پہنچیں وصالِ محبوب کے لیے وہ اُن کی خوشبوؤں سے بسے ہوئے سدھارے

غسل شریف سے فراغ حاصل ہونے پر عورتوں کو زیارت کا موقع دیا گیا، گھر میں عورتوں کی اور باہر مردوں کی بے حد کثرت تھی، عورتوں نے زیارت کر لی، لوگوں میں ایسا جوش کبھی نہ دیکھا گیا، کاندھا دینے کی آرزو میں آدمی پر آدمی گرتا تھا، وجد و شوق نے لوگوں کو از خود رفتہ و بے خود بنا دیا تھا، جو جنازہ تک پہنچ گئے وہ ہٹنے کا نام نہ لیتے تھے: وہابی، رافضی،

نیچری حتیٰ کہ گاندھوی تک بکثرت شریک ہوئے: ایک رافضی المذہب انتہائی کوشش اور پوری قوت صرف کر کے جنازہ تک پہنچا، اسے ایک سنّی نے یہ کہہ کر ہٹا دیا، کہ مدت العمر اعلیٰ حضرت کو تم لوگوں سے رہی، جنازہ کو کاندھا نہ دینے دوں گا، اس نے کہا بھائی: اب مجھے یہ کہاں ملیں گے؟ لہٰذا اب نہ روکو، جنازہ ہر وقت کم از کم بیس کاندھوں پر رہا: شہر میں کسی جگہ نماز کی گنجائش نہ تھی: عیدگاہ میں نمازِ جنازہ ہوئی، پہلے سے عیدگاہ کے کسی معین راستے کا اعلان نہ تھا: مگر دو رویہ چھتیں عورتوں سے اور راستے مردوں سے بھرے ہوئے منتظر تھے کہ **امامِ اہلسنّت کا یہ آخری جلوس ہے** لاؤ نظارہ کرلیں

بعد نماز عیدگاہ میں زیارت کرائی گئی، اور واپسی پر تمام راہ میں لوگوں نے دل کھول کر زیارت کی، حسب وصیت کروڑوں درود (یہ نعت حدائقِ بخشش میں موجود ہے) والی نظم نعت خواں حضرات پڑھ رہے تھے: جنازے کی جن دعاؤں کو امامِ اہلسنّت علیہ الرحمہ نے وصیت میں تحریر فرمایا تھا ان کو طوالت کے پیشِ نظر شامل نہیں کیا گیا ہے:

(ابوالخیر)

تاریخِ ولادت

اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ

سنہ ۱۲ ھ ۷۲

تاریخِ وفات

وَیُطَافُ عَلَیْهِمْ بِاٰنِیَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ ط

سنہ ۱۳ ھ ۴۰

وصایا شریف پر لایعنی اعتراضات کے جوابات

دیوبندیوں وہابیوں نے تقویۃ الایمان، صراطِ مستقیم، تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان، فتاویٰ گنگوہی وغیرہ کتب کی گستاخانہ، توہین آمیز کفریہ عبارات پر علماء اہلسنت کے مواخذہ ومحاسبہ سے تنگ آکر محض نقل اتارنے اور جان چھڑانے کے لیے سیدنا الامام احمد رضا فاضلِ بریلوی اور دیگر علماء اہلسنت کی کتب وعبارات پر مصنوعی اعتراضات کا سلسلہ کیا ہے ہم وصایا شریف پر مخالفین کے اعتراضات کا مدلل جوابات مفصل عرض کرتے ہیں۔

میرا دین ومذہب

ان کو بہت بری طرح لڑ گیا ہے، عنوان خواہ کچھ بھی ہو چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے بڑا دیوبندی وہابی مصنف اسی خبط میں مبتلا ہے کہ امام احمد رضا خاں نے میرا دین ومذہب کہہ دیا۔ دیکھو وصایا شریف پڑھو آخری وصیت میرا دین ومذہب اس پر مضبوطی سے قائم رہنا۔۔۔۔ الخ۔ بس جی اعلیٰحضرت بریلوی کا دین ومذہب کچھ تو ان کا خود ساختہ گڑھا ہوا دین ومذہب ہے نیا دین ہے وغیرہا ذالک من الخرافات۔ حالانکہ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے صاف فرمایا ہے میرا دین ومذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے فیصلہ ہوگیا اعلیٰحضرت امام اہلسنت کی کتب کو دیکھو انشاءاللہ العزیز قرآن واحادیث اقوال ائمہ وفقہاء اور تصریحات محدثین ومفسرین کے سوا کچھ نہ ملے گا ہر دعویٰ پر تفاسیر و احادیث واقوال ائمہ ملیں گے اگر اعلیٰحضرت فاضلِ بریلوی علیہ الرحمۃ کا خود ساختہ گھڑا دین ومذہب ہوتا قرآن واحادیث کی نصوص سے معارض ومختلف ہوتا تو ان کے معاصر اکابر دیوبند ان کو مسلمان کیوں مانتے ان کی اقتداء

میں جوازِ نماز کے فتاویٰ واحکام کیوں جاری کرتے ؟ دیوبندی وہابی بد باطن مصنف ایک طرف اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے میرا دین و مذہب کہنے پر واویلا مچاتے ہوئے غلط تاثر دیتے ہیں کہ اس مذہب کو بریلوی مذہب کہتے ہیں ..... باقی امت سے علیحدہ کانٹوں کی ایک باڑھ پر لاکھڑا کیا .....
پر یہ غلط تاثر دینے کے باوجود کہ بریلوی مذہب باقی امت سے علیحدہ ہے یہی مصنف اپنے منہ پر اپنا تھپڑ مارتے ہوئے اپنے ہی قلم سے اقرار کرتا ہے کہ:۔

"مولوی احمد رضا خاں صاحب نے جب علماءِ دیوبند کو کافر کہا تو علماءِ دیوبند نے خاں صاحب کو جواباً کافر نہ کہا جب ان سے کہا گیا آپ انھیں (امام احمد رضا کو) کافر کیوں نہیں کہتے تو انہوں نے کہا کہ مولوی احمد رضا خاں بریلوی نے الزامات میں ہم پر جھوٹ باندھا ہے جھوٹ اور بہتان باندھنا گناہ اور فسق تو ہے لیکن کفر ہرگز نہیں ہم اس مفتری کو کافر نہیں کہتے" [۱]

اکابر دیوبند و نجد کے نزدیک سیدنا اعلیٰحضرت مجدد اعظم امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کا دین و مذہب خود ساختہ گھڑا ہوا ہوتا اور باقی امت سے علیحدہ خلافِ اسلام و خلافِ کتاب و سنت ہوتا تو اکابرِ دیوبندان کو ضرور ضرور کافر کہتے آج کے مخالفین کی تیرہ بختی اور شقاوتِ قلبی ہے کہ وہ اپنے اکابر کے برعکس اعلیٰحضرت کے دین و مذہب کو دینِ اسلام سے علیحدہ قرار دیکر نیا دین و مذہب بتا رہے ہیں ۔

میرا دین و مذہب کہنے کی وضاحت

اگرچہ ہم اپنی متعدد تصانیف قہرِ خداوندی، محاسبۂ

---

[۱] مطالعہ بریلویت جلد اوّل صفحہ ۲۷۷ ، ۲۷۸

دیوبندیت، برقِ آسمانی، برہانِ صداقت وغیرہ میں اس موضوع پر کافی لکھ چکے ہیں اور اکابرِ اہلسنت مناظرہ بریلی نصرتِ خداداد مناظرہ ادری۔ مناظرہ ملتان وغیرہ وغیرہ میں اس بات کی کافی سے زیادہ وضاحت کر چکے ہیں لیکن ان کو ہر بار نیا انجیکشن نہ دیا جائے تو ان کے مستقل مرض میں افاقہ نہیں ہوتا لیجئے مزید وضاحت سنیئے :۔

اوّلاً :۔ عبارت مذکورہ بالا میں سیدنا اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ نے دو چیزیں بیان فرمائی ہیں :۔

(۱) اتباعِ شریعت اور (۲) دین ومذہب

احکامِ عملیہ کا نام شریعت ہے اور اعتقادیات کا نام دین ہے، بدیہیاتِ شرعیہ میں سے ہے کہ احکامِ شریعت بقدرِ وسعت ہیں، لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا مگر ضروریاتِ دین پر ایمان ہر وقت ضروری ہے۔ اس میں حتی الامکان کی شرط نہیں۔ اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ وَ قَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ۔ اعلیٰحضرت امام اہلسنت نے ازراہِ محبت دینِ اسلام کو اپنا دین فرمایا۔ جیسے کوئی کہے میرا رب، میرے رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ علیہ وسلم۔ اسی طرح اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام کو اپنا دین فرمایا اور پھر یہ تصریح موجود ہے کہ جو میری کتب سے ظاہر ہے۔ اعلیٰحضرت کی کتب میں کیا ہے؟ بفضلہ تعالیٰ قرآن واحادیث اقوالِ آئمہ وفقہاء ایک ایک مسئلہ پر صدہا نصوص مصنف دکھا کر اور اس کے اکابر و مشاہیر تا قیامِ قیامت اعلیٰحضرت کی کتب سے قرآن واحادیث کے خلاف کچھ نہ دکھا سکیں گے اعلیٰحضرت نے بالخصوص اپنی کتب کی نشاندہی اس لیے فرمائی کہ اس دور میں مرزائی، قادیانی، نیچری، رافضی، دیوبندی وہابی

چکڑالوی سب ہی قرآن وحدیث کے نام پر دھوکہ دیتے ہیں اور اپنی باطل مراد کے لیے غلط معنی پہنا کر گمراہ کرتے ہیں۔ لہٰذا ان کی کتاب پر نہیں بلکہ میرا دین ومذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر قائم رہنا۔ اب اعلیٰحضرت کی کتب سے جو ظاہر ہے وہ ہر آنکھ والا دیکھ سکتا ہے۔ مگر نہ جانے دیوبندیوں کو یہ کیسے معلوم ہوگیا کہ اپنے دین ومذہب سے اعلیٰحضرت کی مراد شریعت محمدی نہ تھی اپنا علیحدہ مذہب تھا یہ کچھ اعلیٰحضرت کی کتب سے تو ظاہر نہیں اور قلبی کیفیات پر مطلع ہونا اور دل میں چھپی ہوئی غیب کی بات جاننا بالذات اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہے لیکن مصنف نے اپنے اکابر کے مذکورہ عقیدہ کے خلاف اپنے علم غیب کا دعویٰ کس طرح کر دیا۔ یا یہ محض ابلیسی وسوسہ ہے ۔۔۔۔؟

بہرحال یہ ان کا جاہلانہ اعتراض اور دھوکہ ہے ہم ان سے پوچھتے ہیں اسلام آپ کا دین ہے یا نہیں ۔۔۔۔؟ اگر آپ کہیں ہاں تو آپ اپنے فتویٰ سے کافر ہوئے۔ کیونکہ دین کو اپنی طرف اضافت کرنے کے معنی آپ کے نزدیک یہ ہیں آپ کا گھڑا ہوا اور ایجاد کردہ دین اس طرح اسلام کو آپ اپنا دین بنا کر کافر ہوئے اور اگر آپ کہیں اسلام ہمارا دین نہیں تو آپ ہمارے فتویٰ سے بحکم شریعت کافر ہوئے ؎

دو گونہ عذاب است جان مجنوں را
بلائے صحبتِ لیلیٰ و فرقتِ لیلیٰ

ثانیاً:۔ احادیثِ صحیحہ میں ہے کہ مردہ کو قبر میں دفن کرتے ہیں تو منکر نکیر آکر سوال کرتے ہیں مَنْ رَّبُّكَ تیرا رب کون ہے۔ مَا دِيْنُكَ تیرا دین کیا ہے۔ آپ کے قول پر یہ مطلب ہوا کہ نکیرین علیہم السلام مردے سے

اسلام کے علاوہ خود اس کا گھڑا ہوا دین پوچھتے ہیں یوں نہیں کہتے کہ عَلٰی اَیِّ دِیْنٍ کُنْتَ تو کس دین پر تھا؟ بلکہ یہی کہتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ وہابیہ دیوبندیہ کو چاہیے کہ وہ کہدیں میرا کوئی دین نہیں ہے لَا دِیْنَ لِیْ۔ مسلمان مردہ یہ نہیں کہتا کہ اَنَا عَلٰی دِیْنِ الْاِسْلَامِ یعنی میں اسلام پر ہوں بلکہ وہ کہتا ہے دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ میرا دین اسلام ہے۔

ثالثًا:۔ سیدنا اعلیحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کی اس وصیت کے بارے میں مولوی ضیاء احمد اپنی کتاب التحقیق الحبیب فی بیان انواع التثویب کے صفحہ ۲۴ پر لکھتے ہیں "اور وصیت کنندہ اور اس کی وصیت عین شریعت ہوگی"۔ پھر اسی صفحہ ۲۴ پر ہے: "متبع وصیت مذکورہ عند اللہ مصاب و مثاب ہے": اس جواب پر دیوبندی مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور کے مدرس مولوی عبداللطیف صاحب کی تصدیق بھی موجود ہے۔

بتائیے مولوی ضیاء احمد اور مولوی عبداللطیف سہارنپوری اعلیحضرت کے شریک جرم ہوئے یا نہیں۔ انہوں نے معاذ اللہ گھڑے ہوئے یا ایجاد کردہ دین کی تائید کی یا نہیں ــــ؟

مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی اور مولوی اشرف علی تھانوی کی تائید

ہم ان کے چھوٹے بڑے چنیں چناں مصنفین کو اُن کے گھر پہنچا کے دم لیں گے میرا دین کہنا ان کے نزدیک وبالِ جان ہے لیکن علماء دیوبند کے عظیم ممدوح مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی اور اُن کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی اس کی تائید کر رہے ہیں ملاحظہ ہو:ــــ

"ایک مولوی صاحب کے ایک سوال کے جواب میں (تھانوی صاحب

نے) فرمایا آپ تو اس پر تعجب کر رہے ہیں میں نے حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ سے خود اس سے زیادہ عجیب ایک حکایت سنی ہے جس میں توجیہ کی بھی ضرورت ہے اور کوئی بیان کرتا تو شاید یقین ہونا بھی مشکل ہوتا اور بہت ممکن تھا کہ میں سُن کر ردّ کر دیتا وہ یہ کہ ایک دھوبی کا انتقال ہوا جب دفن کر چکے تو منکر نکیر نے آکر سوال کیا۔ مَنْ رَبُّکَ؛ مَا دِیْنُکَ؛ مَنْ ھٰذَا الرَّجُل؛ (تیرا رب کون ہے؟۔ تیرا دین کیا ہے۔؟ اور یہ صاحب کون ہیں؟) وہ (ہر) جواب میں کہتا کہ مجھ کو کچھ خبر نہیں میں تو حضرت غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا دھوبی ہوں اور فی الحقیقت یہ جواب اپنے ایمان کا اجمالی بیان تھا کہ میں اُن کا ہم عقیدہ ہوں جو اُن کا خدا وہ میرا خدا جو اُن (غوث اعظم علیہ الرحمہ) کا دین وہ میرا دین اسی پر اس دھوبی کی نجات ہوگئی [1]

حوالہ مذکورہ میں مولانا گنج مرادآبادی و مولوی اشرف علی تھانوی نے تسلیم کرلیا کہ یہ کہنا درست ہے کہ جو غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا دین وہ میرا دین —— بس اسی طرح یہ کہنا بھی درست ہوا کہ جو سیدنا اعلیحضرت قدس سرہ کا دین و ایمان وہ ہمارا دین و ایمان کیونکہ حضور اعلیحضرت کا دین دینِ اسلام ہی ہے کھینچا تانی سے اس مفہوم کو مسخ نہیں کیا جا سکتا اور سنیئے:۔

مولوی مرتضےٰ حسن دربھنگی

یہ دربھنگی چاندپوری سابق ناظم تعلیمات مدرسہ دیوبند ان کا رئیس المناظرین تھا۔ جیسے رئیس لوگ امیر کبیر دولت کے نشہ میں کچھ کا کچھ بک دیتے ہیں ان کا رئیس المناظرین بھی اپنی رئیسی کے نشہ میں اسی وضع کا رئیس

---

[1] الافاضات الیومیہ جلد ۲ صفحہ ۹۱ زیر ملفوظ ۱۴۲؎

المناظرین تھا ان کو اس فرقہ کے لوگ ابن شیر خدا بھی کہتے ہیں۔ ان کے پاس تھانوی حکیم الامت کی خلافت کی ڈگری بھی تھی۔ اکابر دیوبند کے پھٹے چیتھڑوں کی پیوند کاری بھی کرتا رہا ہے۔ کفریہ عبارات کے جواب میں اس کی ساری عمر یوں نہیں یوں۔ یوں نہیں یوں کرتے گذر گئی اس لیے رئیس المناظرین کا تاج فرق اخبث پر رکھ دیا گیا۔ سیدنا اعلیحضرت امام اہلسنت تھانوی اینڈ گنگوہی کو چیلنج دیں یہ صاحب خم ٹھونک کر کہیں میں لڑوں گا اور جب اس کاغذی شیر کے مقابلہ میں خلیفہ اعلیحضرت ملک العلماء حضرت مولانا محمد ظفر الدین احمد فاضل بہاری علیہ الرحمۃ الباری آئیں تو یہ کاغذی شیر راہ فرار پر قرار پکڑیں بہرحال میرا دین۔ تیرا دین میں یہ رئیس المناظرین بھی ہمارے ہمنوا ہیں وہ ملک العلماء حضرت مولانا شاہ محمد ظفر الدین علیہ الرحمۃ فاضل بہاری کو نقل آخری لاجواب تحریر کے زیر عنوان لکھتے ہیں :۔

"ہر شخص اپنا دین اپنے ساتھ رکھتا ہے۔" [۱]

دیوبندی وہابی "علماء" کو چاہیے کہ وہ تھانوی، دربھنگی، سہارنپوری اور حضرت مولانا شاہ فضل الرحمن گنج مراد آبادی پر بھی یہ فتوی لگائیں۔ انہوں نے گھڑے ہوئے بناوٹی خود ساختہ دین کو اپنا دین کہا ہے ؎

الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے

دے آدمی کو موت پر یہ بد ادا نہ دے

اب کل کو اسی وصایا شریف کی اس عبارت کو آپنے اگر کسی دوسری جگہ نقل کیا تو آپ سے بڑا بے شرم اور ہٹ دھرم کوئی نہیں ہوگا اگر دم خم ہو

---

[۱] اسکات المعتدی صفحہ ۷

المناظرین تھا ان کو اس فرقہ کے لوگ ابنِ شیرِ خدا بھی کہتے ہیں۔ ان کے پاس تھانوی حکیم الامت کی خلافت کی ڈگری بھی تھی۔ اکابر دیوبند کے پھٹے چیتھڑوں کی پیوند کاری بھی کرتا رہا ہے۔ کفریہ عبارات کے جواب میں اس کی ساری عمر یوں نہیں یوں۔ یوں نہیں یوں کرتے گذر گئی اس لیے رئیس المناظرین کا تاج فرق اخبث پر رکھ دیا گیا۔ سیدنا اعلیٰحضرت امام اہلسنت تھانوی اینڈ گنگوہی کو چیلنج دیں یہ صاحب خم ٹھونک کر کہیں میں لڑوں گا اور جب اس کاغذی شیر کے مقابلہ میں خلیفہ اعلیٰحضرت ملک العلماء حضرت مولانا محمد ظفر الدین احمد فاضل بہاری علیہ الرحمۃ الباری آئیں تو یہ کاغذی شیر راہ فرار پر قرار پکڑیں بہر حال میرا دین۔ تیرا دین میں یہ رئیس المناظرین بھی ہمارے ہمنوا ہیں وہ ملک العلماء حضرت مولانا شاہ محمد ظفر الدین علیہ الرحمۃ فاضل بہاری کو نقل آخری لاجواب تحریر کے زیر عنوان لکھتے ہیں:۔

"ہر شخص اپنا دین اپنے ساتھ رکھتا ہے"۔ ؎

دیوبندی وہابی "علماء" کو چاہیے کہ وہ تھانوی، دربھنگی، سہارنپوری اور حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی پر بھی یہ فتویٰ لگائیں۔ انہوں نے گھڑے ہوئے بناوٹی خود ساختہ دین کو اپنا دین کہا ہے ؎

الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے

دے آدمی کو موت پر یہ بد ادا نہ دے

اب کل کو اسی وصایا شریف کی اس عبارت کو آپنے اگر کسی دوسری جگہ نقل کیا تو آپ سے بڑا بے شرم اور ہٹ دھرم کوئی نہیں ہوگا اگر دم خم ہو

؎ اسکات المعتدی صفحہ ۸۰

ان لوگوں کو خواب و خیال میں بھی یہ نعمتیں نظر نہیں آئیں ان کا حدودِ اربعہ زاغِ معروفہ، کالے دیسی کوے یا بھولی دیوالی کی کھیلوں پوریوں کھچوریوں تک ہے اور وہ کسی نے سچ کہا ہے، بندر کیا جانے ادرک کا مزہ چٹ پٹے کھانوں کو دل چاہا تو وصایا شریف کھول کر بیٹھ گئے اور للچائی نظروں سے ٹکٹکی زبان نکال کر پڑھنے لگے ــ دودھ کا برف ــ مرغ کی بریانی، مرغ پلاؤ، شامی کباب .... وغیرہ وغیرہ

شاید انہیں اس لیے درد ہوا کہ اعلیٰحضرت امام اہلسنت نے اپنی اس مبارک وصیت میں زاغِ معروفہ کی بریانی ــ زاغِ معروفہ کا پلاؤ، زاغِ معروفہ کے شامی کباب نہیں بیان فرمائے ۔ کچھ پتہ نہیں چلتا کہ اس وصایا پر اعتراض کی علت و حکمت کیا ہے ؟ اس کمپنی کے بہت سے دوسرے مرفوع القلم اندھا دھند مصنفین بھی مزے لے لے کر اپنی اپنی کتابوں، کتابچوں، پمفلٹوں، پوسٹروں اور رسالوں میں ان چٹ پٹے اور مرغن کھانوں کے ناموں سے ہی لطف اندوز ہوتے رہتے ہیں ۔

فاتحہ سے متعلق سیدنا اعلیٰحضرت امام اہلسنت کا یہ وصیت نامہ جو آج نقل کیا جارہا ہے یہ بہت پرانی بات ہے اور متعدد دیوبندی مناظر و مصنف اس کی رٹ لگا چکے ہیں ۔ مناظرہ بریلی کی دیوبندی روئیداد صفحہ ۱۶۹ پر منظور مفرور دیوبندی مناظر نے لکھا ــ مناظرہ بریلی کی مفصل رُوئیداد میں امام اہلسنت سیدنا حضرت قبلہ محدثِ اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد قدس سرہٗ نے صـ۱۱ پر اس کا جواب دیا ۔ مناظرہ ادری میں مولانا منظور سنبھلی نے اس وصیت نامہ پر اعتراض کیا اور پھر مظہرِ اعلیٰحضرت شیر بیشہ اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ نے روئیداد مناظرہ ادری میں اس کا جواب دیا ــ یہاں پاکستان میں "چہل مسئلہ حضراتِ بریلویہ صـ۳۲" میں اسی وصیت نامہ پر اعتراض

ہوا تو اس کے جواب میں مولانا محمد عبدالکریم ابدالوی نے کتاب " دیوبندیوں کے جھوٹ اور خیانتیں " ص۵۸ پر اس کی وضاحت کی۔ پھر عبدالرؤف نام نہاد فاروقی نے " اپنے آئینہ میں " ص۱۰۱ پر اسی وصیت نامہ کو نقل کیا۔ پھر " پاگلوں کی کہانی " ص۱۳۷ پر کراچی کے کسی جاہل مطلق نام نہاد فاضل مولوی نے یہی جھک ماری اور مولانا مولوی سعید احمد جس نے حال ہی میں بحمدہٖ تعالیٰ دیوبندیت چھوڑ کر سنّی بریلوی مسلک اختیار کیا " رضاخانی مذہب " ص۱۹۳ پر اسی الزام کا اعادہ کیا۔ اور مولوی ضیاء القاسمی بقول شورش کاشمیری ایڈیٹر چٹان سے سنئو قوال نے " دربارِ رسالت میں رضاخانی مولویوں کی گستاخیاں " میں یہی حوالہ نقل کیا۔ تنبیہ الجہال میں فقیر راقم الحروف نے اس کا رد کیا۔ مطالعہ بریلویت کے مرتب نے دس بارہ سال قبل ڈھاکہ میں یہی حوالہ نقل کیا تھا اور قہر خداوندی میں اس کا جواب دیا گیا تھا ــــــ کراچی سے عالمی تبلیغی تحریک وہابیت کے ڈھنڈورچی نے " گمراہ کن عقائد " ص۱۴۱ پر یہی کچھ لکھا اور فاتحہ کی اس وصیت پر مذاق اڑایا سب کا بار بار جواب دیا گیا ہے کوئی نئی بات نہیں ــــــ اب ملّاں مانچسٹروی نے مطالعہ بریلویت کے ص۲۱ پر پھر وہی بار بار کا وضاحت شدہ حوالہ نقل کر دیا ہے حالانکہ فقیر راقم الحروف نے قہرِ خداوندی بر ڈھاکہ دیوبندی ص۵۷ تا ص۷۶ پر اس قسم کی مانچسٹروی لن ترانیوں اور خرد ماغیوں کا پوری طرح پوسٹ مارٹم کیا تھا ــــ اور قہر خداوندی کی ص۵۷ کی موٹی سرخی بھی یہی تھی " مسئلہ ایصالِ ثواب " ــــــ اب اس پر بار بار لکھنے اور رٹ لگانے سے ہم کیا سمجھیں ؟ یہی سمجھیں کہ انھیں اعلیحضرت امام اہل سنت قدس سرہٗ کے بغض و عناد کا دائمی مرض ہے۔ اصل مسئلہ فاتحہ خوانی کا تھا جو ان کے لیے باعثِ تکلیف اور اندرونی درد کا سبب ہو

سکتا تھا تو ایصالِ ثواب، ختم فاتحہ پر دلائل سے بات کرتے مگر بلا ضرورت بے مقصد لایعنی اعتراض کر دیا۔ ہر آدمی اپنے گھر میں اچھے سے اچھے کھانے پکواتا اور کھاتا ہے اس میں اعتراض بازی کی کیا حاجت تھی اور پھر امام اہلسنت سیدنا اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس وصیت کو فرض واجب لازمی اور ضروری قرار نہیں دیا وصایا شریف میں صاف لکھا ہے "اعزا سے بطیب خاطر ممکن ہو تو" (وصایا شریف ص۱۱) اور پھر یہ کھانے اپنی قبر انور یا مزار مقدس میں اپنے لیے نہیں منگوا رہے بلکہ سیدنا اعلیحضرت کو بوقت وصال آخری وقت بھی غرباء و فقراء کا خیال ہے۔ اسی صفحہ پر اسی عبارت میں تین چار سطر پہلے یوں مرقوم ہے۔

"فاتحہ کے کھانے سے اغنیاء (مالداروں کو) کچھ نہ دیا جائے صرف فقراء کو دیں اور وہ بھی اعزاز اور خاطر داری کے ساتھ نہ کہ جھڑک کر غرض کوئی بات خلاف سنت نہ ہو (وصایا شریف ص۱۱)

سیدنا اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ بالا الفاظ اندھے پن کی بناء سے نظر نہیں آتے باقی رہا مسئلہ ختم فاتحہ کا تو اس مسئلہ میں سیدنا اعلیحضرت کا رسالہ مبارکہ الحجۃ الفاتحہ سیدنا صدر الشریعت علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ کا رسالہ گیارھویں شریف، حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی کا رسالہ کشف الحجاب، حضرت مولانا مفتی احمد یار خان گجراتی کی کتاب جاء الحق، اور فقیر راقم الحروف کی کتاب محاسبہ دیوبندیت جلد اول میں بکثرت دلائل شواہد موجود ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے برابری کا الزام

اکثر و بیشتر دیوبندی وہابی مرفوع القلم مصنفین اور

جاہل مطلق مناظرین جن کو نہ ہمارے اکابر کے عقیدہ ومسلک کا پتہ ہے نہ اپنے اکابر کے دین دھرم سے واقف ہیں اور بزعم خود فاتح رضاخانیت فاتح بریلویت بنے پھرتے ہیں آجکل خبط اور جنون کی حد تک اس بے بنیاد الزام کا اعادہ کر رہے ہیں کہ بریلویوں نے اعلیٰ حضرت بریلوی کو صحابہ کرام کے برابر درجہ دے دیا۔ اور کہتے ہیں اعلیحضرت کے بھتیجے مولانا حسنین رضاخاں بریلوی وصایا شریف میں لکھتے ہیں "اعلیحضرت قبلہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زہد و تقویٰ کا مکمل نمونہ اور مظہر اتم تھے زہد و تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ میں نے بعض مشائخ کرام کو یہ کہتے سنا کہ اعلیحضرت قبلہ رضی اللہ عنہ کے اتباع سنت کو دیکھ کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت کا شوق کم ہو گیا تھا"

جواباً گزارش ہے کہ اگر ہم وصایا شریف کی اس ایک عبارت پر کلام کریں تو اچھی بھلی مفصل کتاب بن سکتی ہے۔ اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے چند اہم امور پر معروضات پیشِ خدمت ہیں۔

سب سے پہلے تو یہ عرض ہے کہ دیوبندی وہابی نجدی طائفہ کے عناصر قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ پڑھ پڑھ کر خود تو حضرات انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم بالخصوص سید الانبیاء حبیب کبریا، شہ ہر دو سرا صلی اللہ علیہ وسلم کی برابری اور ہمسری تک کا دعویٰ کرتے ہیں اور تقریروں اور تحریروں میں برملا کہا کرتے ہیں قرآن عظیم کہتا ہے اللہ کا پاک کلام کہتا ہے قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ حضور علیہ السلام ہمارے جیسے بشر تھے آپ آدم علیہ السلام کی اولاد تھے اس لیے ہمارے جیسے بشر تھے وہ حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہما کے بیٹے تھے اس لیے ہمارے جیسے بشر تھے وہ ہماری طرح کھاتے پیتے تھے چلتے پھرتے تھے وہ ہمارے جیسے

بشر تھے ان کے ہمارے جیسے ہاتھ پاؤں تھے اس لیے ہمارے جیسے بشر تھے وہ بیوی بچے رکھتے تھے اس لیے ہمارے جیسے بشر تھے ان کی ہماری طرح اولاد تھی اس لیے وہ ہمارے جیسے بشر تھے خود تو انبیاء و مرسلین تک بلکہ حضور پرنور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تک کی برابری و ہمسری تک کا دعویٰ کرتے ہیں اور کوئی توہین و تنقیص و گستاخی و بے ادبی نہیں جانتے اور یہاں وصایا شریف کی عبارت کا بے بنیاد سہارا لیکر ان کا کلیجہ تڑپ جاتا ہے کہ صحابہ کرام کی برابری کا دعویٰ کر دیا۔ پنجابی کہاوت ہے "ماں دی سوکن تے دھی دی سہیل" مقصد یہ کہ ان کو حضور علیہ السلام کی برابری کے دعویٰ پر کچھ شرم و حیا و ندامت نہیں لیکن صحابہ کرام کی برابری گراں گزرتی ہے۔

حالانکہ حقیقت و بنیاد کچھ نہیں — تقویۃ الایمان، صراطِ مستقیم، تحذیر الناس، براہین قاطعہ، فتاویٰ گنگوہی وغیرہ میں اپنے دیوبندی وہابی اکابرین کی گستاخانہ عبارات پر توبہ اور رجوع کی توفیق نصیب نہ ہوئی اپنی نجات منانے کے لیے مصنوعی گستاخیاں اور الزام تراشیاں محض ضد و عناد کے جذبہ سے تیار کی جارہی ہیں

اس قسم کی ساری الزام تراشیوں کا جواب یہ ہے کہ

جب تمہارے نزدیک فی الحقیقت ایسا ہے جیسا کہ تم الزام لگارہے ہو تو پھر تمہارے اکابر نے اپنی مستند و معتبر کتب قصص الاکابر، الافاضات الیومیہ، اشرف السوانح، حیاتِ انور، المہند، ہفت روزہ خدام الدین، وقت کی پکار، مطالعہ بریلویت، کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی، فتاویٰ دیوبند، چٹان لاہور کے شماروں میں اعلیحضرت فاضل بریلوی اور سنی بریلوی علماء کو مسلمان کیوں مانا؟

ان کی اقتداء میں جوازِ نماز کا قول کیوں دیا ؟ حقیقت یہ ہے کہ تم ضد و عناد میں اپنے اکابر کی گستاخیوں پر پردہ ڈالنے کے لیے جھوٹی الزام تراشی اور بہتان طرازی کر رہے ہو۔ معاذ اللہ تم معاذ اللہ ہم اور ہمارے اکابر پر صحابہ کرام رضوان علیہم اجمعین کی برابری کے دعویٰ کا الزام لگاتے ہو دیکھو تمہارے مسلّہ اکابر کیا کہہ رہے ہیں اور کس طرح حضرات انبیاء و مرسلین صحابہ کرام و اولیاء عظام کی ہمسری و برابری کا دعویٰ کر رہے ہو

○ "انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ (نبی و رسول، صحابی و ولی) ہو وہ بڑا بھائی اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے"۔ (تقویت الایمان ص۴۲)

○ "انسان بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساں بے خبر ہیں اور نادان ۔۔۔۔۔"

(تقویۃ الایمان ص ۲۹/۳۴)

○ "اس شہنشاہ (اللہ تعالیٰ) کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن اور فرشتہ جبرائیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے" (تقویۃ الایمان ص۳۶)

گویا دیوبندیوں وہابیوں کے نزدیک حضور پر نور سید الانبیاء، خاتم الانبیاء حبیب کبریا محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کروڑوں پیدا ہو سکتے ہیں۔

○ "جیسا ہر گاؤں کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار ان معنوں میں ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے"۔ (تقویۃ الایمان ص۴۷)

یہاں گاؤں کے چودھریوں اور سرداروں کو پیغمبروں یعنی نبیوں اور رسولوں کے برابر مانا ہے۔

○ "کسی بزرگ (نبی ولی صحابی) کی شان میں زبان سنبھال کر بولو اور

جو بشر (عام انسان) کی سی تعریف ہو وہی کرو بلکہ اس میں بھی کمی کرو۔"
(تقویۃ الایمان ص۸۴)

یہاں نبیوں صحابیوں ولیوں کو عام انسانوں کے برابر لا کھڑا کیا اور عام بشر کی سی تعریف کرنے بلکہ اس میں بھی کمی کرنے کا عقیدہ بیان کیا ہے۔

انبیاء کرام صحابہ عظام کی برابری کے دعویٰ سے بھی بہت نیچے کی سطح پر لا کر لکھتے ہیں۔

"ہر مخلوق (نبی، ولی، صحابی وغیرہ) بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔" (تقویۃ الایمان ص۱۵) یعنی صحابی کی برابری تو پھر بھی بڑی بات ہے چمار کی برابری بھی ان کے نزدیک بڑی بات ہے بلکہ ہر چھوٹی بڑی مخلوق (یعنی انبیاء و رسل و صحابہ کرام و اولیاء عظام) کو چمار کے برابر نہیں چمار سے بھی زیادہ ذلیل کہا جا رہا ہے۔ کیا یہ توہین تنقیص اور شدید ترین بے ادبی اور گستاخی نہیں؟ یاد رہے کہ مولوی اسمٰعیل قتیل بالاکوٹی کی کتاب تقویۃ الایمان دیوبندیوں وہابیوں کے ہاں انتہائی معتبر و مستند ہے مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی لکھتے ہیں "کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور رد شرک و بدعت میں لاجواب ہے استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں اس (تقویۃ الایمان) کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے اور موجب اجر کا ہے۔" (فتاویٰ رشیدیہ ص۳۵۱)

ایک دوسری جگہ مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی اسی نام نہاد تقویۃ الایمان کے متعلق لکھتے ہیں "کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ اور سچی کتاب اور موجب قوت و اصلاح ایمان کی ہے اور قرآن و حدیث کا

مطلب پورا اس میں ہے (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۵۶)

قارئین کرام اہل علم وانصاف غور فرماویں بات صحابہ کرام علیہم الرضوان کی برابری کے الزام کے جھوٹے دعویٰ سے کہاں پہنچ گئی اس کے باوجود دیوبندی مولویوں کو اپنے اکابر کی ان غلیظ ترین گستاخیوں انبیاء ومرسلین کی برابری کے دعوؤں پر کوئی شرم وحیا وندامت نہیں لیکن اس کے باوجود محض ضد وعناد میں سیدنا امام اہلسنت اور علماء اہلسنت پر الزام تراشی اور بہتان طرازی سے باز نہیں آتے اور اپنی بلا دوسروں کے سر ڈالنا چاہتے ہیں۔

اب وصایا شریف کی طرف آئیے

سب سے پہلے تو دیوبندی وہابی یہ ثابت کریں کہ از روئے قرآن واحادیث وفقہ کسی بزرگ وعالم دین کے لیے یہ کہنا بے ادبی وگستاخی یا صحابہ کرام کی برابری کا دعویٰ ہے کہ اعلیٰحضرت امام اہلسنت یا فلاں بزرگ وعالم دین" صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زہد وتقویٰ کا مکمل نمونہ اور مظہر اتم تھے" ظاہر ہے ان الفاظ پر یقیناً کوئی شرعی گرفت نہیں کر سکتے اب رہی یہ عبارت کہ اعلیٰحضرت کے زہد وتقویٰ کا یہ عالم تھا کہ میں نے بعض مشائخ کرام کو یہ کہتے سنا کہ اعلیٰحضرت قبلہ رضی اللہ عنہ کے اتباعِ سنت کا حال دیکھ کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت کا شوق کم ہو گیا تھا"

جواباً گزارش یہ ہے کہ اوّلاً تو یہ بات قطعی اور یقینی ہے اور خود مرتب رسالہ وصایا شریف مخدومِ اہلسنت برادر زادہ اعلیٰ حضرت مولانا علامہ شاہ حسنین رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہٗ واضح الفاظ میں اس کی وضاحت فرما چکے ہیں اور قیام پاکستان سے بہت پہلے اعلان فرما چکے ہیں وصایا شریف

کی اصل عبارت میں یہ الفاظ تھے" صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت کا شوق اور زیادہ ہوگیا" کسی بدمذہب کاتب نے اندرونی بغض وعناد و خیانت عبارت یوں کردی کہ "زیارت کا شوق کم ہوگیا" یہاں شوق کم ہوگیا لکھنے کا کوئی محل نہیں نہ موقع ومناسبت کے اعتبار سے شوق کم ہونا نفسِ مضمون سے ہم آہنگ نہ تھا یہ کاتب کی "نوازش" کہ کچھ کا کچھ کردیا اور یہ بات ہم آج نہیں کہہ رہے ہیں قیامِ پاکستان سے پہلے کے بریلی شریف کے مطبوعہ مختلف ایڈیشن ہمارے پاس موجود ہیں شوق کم ہونے والے ایڈیشن سے پہلے اور بعد کے ایڈیشن ہیں اُن سب میں شوق زیادہ ہونا مرقوم وموجود ہے۔ دیانت وامانت وانصاف کا حامل ہر ذی فہم شعور اس بات کو تسلیم کرے گا کہ یہ یقیناً کاتب کی غلطی یا عناد ہے خود ہمارا اپنا تجربہ مجربہ ہے کہ ایک بار ہم نے ملتان کے ایک کاتب صاحب سے ایک پوسٹر کتابت کرایا پوسٹر کے مضمون میں ہم نے سیدنا اعلیٰحضرت کا مشہور ومعروف شعر لکھا تھا ؎

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
اس برے مذہب پہ لعنت کیجیے

لیکن کاتب نے اپنی مہربانی سے یوں کردیا ؎

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
اس مرے مذہب پہ لعنت کیجیے

برے مذہب کا مرے مذہب کردیا یہ پوسٹر چھپے ہوئے اب بھی موجود ہے۔ دوم یہ کہ اگر معترضین ومعاندین اگر اس صحیح صورتحال کو تسلیم نہ کریں تو ایسی صورت میں جبکہ مرتب وصایا شریف ان الفاظ سے اظہار براءت و لاتعلق فرمارہے ہیں ان پر کیا شرعی حکم لگایا جاسکتا ہے؟ اس کی دلیل

کیا ہے جبکہ وہ قرار واقعی طور پر صحیح الفاظ بھی غلط الفاظ کی جگہ شامل و مایا کر چکے ہیں۔

حضرت علامہ الشاہ مولانا حسنین رضا خان صاحب قدس سرہٗ نے کتابت کی غلطی ہونے پر ان الفاظ سے کہ شوق کم ہو گیا فوری اظہار براءت فرما دیا تھا اور آئندہ ایڈیشنوں میں صحیح الفاظ کہ "شوق اور زیادہ ہو گیا" شامل فرما دیئے۔

اکابر دیوبند اپنی توہین آمیز کتب کی گستاخانہ عبارات کی توضیح بجز الٹی سیدھی تاویلات کے چکر میں پڑ گئے اگر دیانت داری کے ساتھ تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان وغیرہ کے مصنفین بھی اگر سچے تھے اور یہ کہہ دیتے کہ ان کتابوں کی عبارتوں میں کاتب نے تصرف کر کے کتر بیونت سے کام لیا ہے تو ان پر بھی تکفیر کا حکم شرعی نہ لگتا مگر وہ تو توہین کو تعریف کہنے پر اڑے رہے سوم یہ کہ کسی بزرگ کی زیارت کے بعد یہ کہنا کہ مجھے اس سے فلاں بزرگ کی زیارت کا شوق کم ہو گیا کس دلیل شرعی سے بے ادبی گستاخی یا صحابہ کرام سے برابری قرار دی جائے گی؟ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی فضیلت و عظمت و برتری پر ایمان لانا یقیناً ضروری مگر زیارت کا ہر وقت شوق تو کسی کو بھی نہیں رہتا شوق کی کمی بیشی سے حضرات صحابہ کرام کی فضیلت و عظمت و برتری میں فرق کیسے آسکتا ہے؟ اور اس پر کیا دلیل ہے؟ اور پھر شوق کم ہونے والی بات سرے سے ہے ہی نہیں

چہارم یہ کہ اگر یہ توہین و برابری ہے تو پھر مندرجہ ذیل اکابر دیوبند کو کیا کہیں گے اور کیا فتویٰ لگائیں گے جو کھلم کھلا یوں لکھ رہے ہیں مثلاً دیوبندی وہابی شیخ الہند مولوی محمود الحسن دیوبندی مولوی رشید احمد

گنگوہی دیوبندی کے متعلق لکھتے ہیں :-

وہ تھے صدیق اور فاروق پھر کہیے عجب کیا ہے
شہادت نے تہجد میں قدم بوسی کی گر ٹھانی

(کتاب مرثیہ گنگوہی ص۱۳ مکتبہ رحیمیہ دیوبند یوپی)

یہاں زیارت کے شوق میں کمی بیشی کے الفاظ نہیں بلکہ مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی کو کھلم کھلا علی الاعلان صدیق اکبر و فاروق اعظم قرار دیا جارہا ہے۔

○ مشہور دیوبندی وہابی مصنف اور بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی کے سوانح نگار مولوی مناظر احسن گیلانی لکھتے ہیں " یہ اکابر اسلاف دیوبند بھی چونکہ خلوت و جلوت میں نمونہ صحابہ تھے " (سوانح قاسمی جلد اول ص۵۰۴ بایما قاری محمد طیب مہتمم مدرسہ دیوبند شائع کردہ دیوبند)

صحابہ کی سی شان

دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی رقم طراز ہیں " ایک دفعہ مولانا (رشید احمد گنگوہی) کھانا کھا رہے تھے حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب تشریف لے آئے مولانا کے ہاتھ میں ایک ذرا سا ٹکڑا تھا اسی وقت ہاتھ دھلائے اور وہ ٹکڑا دیا کہ کھائیے میں کھانا لاتا ہوں ...... سبحان اللہ صحابہ کی سی شان تھی (قصص الاکابر ص۶۴)

یہ ہے صحابہ کرام کی برابری اور ہمسری کا دعویٰ اس کو کہتے ہیں برابری، دیوبندی وہابی مولوی کی شان کو بعینہٖ صحابہ کی سی شان قرار دے دیا۔ اور کسی دیوبندی وہابی مولوی نے کچھ فتویٰ نہ لگایا۔

یہ ہے صحابہ کرام کی برابری کا دعویٰ

دیکھو اور آنکھیں پھاڑ کر پڑھو ایک دفعہ تبلیغی جماعت کا ایک جتھہ دیوبندی حکیم الامت تھانوی کے پاس تھانہ بھون گیا آپ نے ان کو دیکھتے ہی کہا "اگر کسی کو یہ دیکھنا ہو کہ حضرات صحابہ کیسے ہوتے تھے تو ان لوگوں کو دیکھ لو"۔ (دیوبندی ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۲۴ نومبر ۶۲ء صفحہ ۱۶)

یہ ہے صحابہ کی برابری کا دعویٰ کہ اپنی دیوبندی تبلیغی جماعت کے کارکنوں کو بعینہٖ صحابہ کرام بنا دیا گویا تبلیغی وہابی مبلغین کا دیکھنا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دیکھنے کے برابر ہے۔ کیوں جناب وہابی صاحبو! تم نے اپنے حکیم الامت پر کیا فتویٰ لگایا؟

سیدھے سادھے صحابی

دیوبندی شیخ الاسلام مولوی حسین احمد ٹانڈوی کانگریسی کے مرنے پر دیوبندی اخبار ہفت روزہ خدام الدین لاہور نے شیخ الاسلام مدنی نمبر شائع کیا اس میں صاف لکھا ہے

○ ایک دفعہ رات کے وقت ٹیوب (بجلی) کی روشنی میں شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی کو دیکھا کھدر کی ٹوپی کھدر کا کرتہ کھدر کا پائجامہ پہنا ہوا تھا سیدھے سادھے صحابی معلوم ہوتے تھے ملخصًا

(ہفت روزہ خدام الدین لاہور شیخ الاسلام مدنی نمبر)

یہاں دیوبندی شیخ الاسلام شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند کو سیدھا سادھا (یعنی بھولا بھالا) صحابی کہا جا رہا ہے مولوی حسین احمد کانگریسی سیدھے سادھے صحابی تھے تو کیا معاذ اللہ ثم معاذ اللہ دوسرے حقیقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عیار و مکار صحابی تھے؟ کچھ تو شرم چاہیے۔

اس موضوع پر ہم مخالفین و معترضین کی اینٹ سے اینٹ بجا سکتے ہیں اور ہمارے پاس اتنے حوالہ جات کتب دیابنہ سے ہیں کہ ان کو چھٹی کا دودھ یاد دلا سکتے ہیں مختصراً چند اہم ترین حوالہ جات مزید پیش کرتے ہیں

صحابہ کی خوشبو صحابہ کی صورتیں

دیوبندی وہابی مولوی ابو الحسن علی حسنی مولوی الیاس بانی وہابی تبلیغی جماعت کی مستند ترین سوانح عمری دینی دعوت میں رقمطراز ہیں " امی بی مولانا (الیاس بانی تبلیغی جماعت) پر بہت شفیق تھیں فرمایا کرتی تھیں کہ اکثر مجھے تجھ سے صحابہ کی خوشبو آتی ہے کبھی پیٹھ پر محبت سے ہاتھ رکھ کر فرمائیں کیا بات ہے کہ تیرے ساتھ مجھے صحابہ کی سی صورتیں (شکلیں) چلتی پھرتی نظر آتی ہیں" (کتاب مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت صـ۴۳ بحوالہ تذکرۃ الخلیل)

قارئین کرام اہل علم و انصاف غور فرمائیں کہ ایک غیر صحابی عامی مولوی سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خوشبو کس طرح آسکتی ہے؟ اور پھر صحابہ کرام کی خوشبو کو وہ کس طرح شناخت کر سکتا ہے؟ جس نے کبھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صحبت اور مقدس قرب نہیں پایا۔ کیا ایک گدھے میں اونٹ کی خوشبو آسکتی ہے؟ کیا ایک بندر سے بکرے کی خوشبو آسکتی ہے اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر مولوی الیاس دیوبندی سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خوشبو کس طرح آسکتی ہے! اور پھر مولوی الیاس بانی تبلیغی جماعت کے ساتھ ساتھ اور گرد صحابہ کی سی صورتیں چلتی پھرتی کس طرح نظر آسکتی ہیں اور کسی غیر صحابی کی صورت و شکل کو صحابی کی صورت قرار دینا کیا سراسر بے ادبی و گستاخی اور صحابہ کرام سے برابری کا دعویٰ نہیں؟

وصایا شریف کی عبارت میں تو صحابہ کرام کی زیارت کا شوق کم یا زیادہ ہونے کی بات تھی یہاں اپنے دیوبندی مولوی الیاس کے ساتھیوں، چیلوں چپٹوں کی شکل وصورت کو بعینہٖ صحابہ کرام کی سی صورتیں قرار دینا کیا بے ادبی گستاخی اور صریحًا صحابہ کی برابری کا دعویٰ نہیں؟ اس پر اکابر دیوبند و اکابر نجد کیا فتویٰ لگائیں گے؟ اور سنیئے ؎

پڑا فلک کو کبھی دل جلوں سے کام نہیں
جلا کے خاک نہ کردوں تو داغ نام نہیں

صحابہ کی یاد مولوی الیاس کی زیارت پر موقوف

"امی بی کتنی شفقت سے فرماتی تھیں اور صحابہ کرام کی خوشبو محسوس کرتی تھیں شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی فرمایا کرتے تھے کہ میں جب مولوی الیاس کو دیکھتا ہوں تو مجھے صحابہ یاد آجاتے ہیں"۔ (سوانح مولانا محمد یوسف امیر تبلیغی جماعت صـ ۱۳۳)

گویا کہ مولوی محمود الحسن دیوبندی کو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یاد نہیں رہتی تھی نہ یاد آتی تھی جب مولوی الیاس کو دیکھتے تو ان کے توسط سے اُن کی شکل دیکھ کر صحابہ کرام یاد آتے تھے ورنہ نہیں۔

قارئین کرام یہاں یہ بات بھی یاد رہے کہ قصص الاکابر، دینی دعوت، خدام الدین، سوانح مولانا محمد یوسف کے مذکورہ بالا حوالوں میں ان کی سے کتابوں میں صرف صحابہ لکھا ہے نہ اول کلمہ تعظیم نہ آخر میں رضی اللہ عنہم یا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین یہ ہے ان کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت وعقیدت کے ڈھول کا پول

قلعی کھلتی ہے

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے جھوٹی محبت مصنوعی عقیدت کی قلعی یوں بھی کھلتی ہے کہ

کوئی ادنا پونا چھوٹا موٹا ٹڈ مولوی ملاں نہیں بلکہ دیوبندی قطب عالم مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی خود لکھتا ہے "جو شخص حضراتِ صحابہ کی بے ادبی کرے وہ فاسق ہے" (فتاویٰ رشیدیہ ص۴۰۵) اور یہ کہ "جو شخص صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے (یعنی معاذ اللہ صحابہ کو کافر کہے) وہ ملعون ..... وہ اپنے اس گناہ کبیرہ کے سبب سنت جماعت سے خارج نہ ہوگا" (فتاویٰ رشیدیہ ص۴۳۰) گویا حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کافر کہنے والا مسلمان بھی ہے اور اہل سنت جماعت سے خارج بھی نہ ہوگا

انبیاء علیہم السلام کی برابری پیغمبرانہ منصب کیطرف پیش رفت

جاہل و مجہول دیوبندی وہابی مناظرین تو حضرت علامہ مولانا شاہ حسنین رضا خاں صاحب قدس سرہٗ پر سیدنا اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے برابری کا الزام لگاتے ہیں لیکن وہ خود اور اُن کے اکابر انبیاء کرام علیہم السلام سے برابری وہمسری کا دعویٰ کرتے ہیں سنیے اور دیکھیے بانی تبلیغی جماعت مولوی الیاس کاندھلوی کہتے ہیں "اللہ تعالیٰ کا ارشاد كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ کی تفسیر خواب میں یہ القا ہوئی کہ تم مثل (برابر) انبیاء علیہم السلام کے لوگوں کے واسطے ظاہر کیے گئے ہو" (ملفوظاتِ مولانا الیاس ص۵۱)

چھوٹے میاں تو چھوٹے میاں بڑے میاں سبحان اللہ

مولوی الیاس بانی تبلیغی جماعت ہونے کے باوجود بانی مدرسۂ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی سے بہرحال چھوٹے ہیں لہٰذا اب

بڑے میاں بانی مدرسہ دیوبند کی سینے انبیاء علیہم السلام سے دعویٰ برابری کا مشاہدہ کیجئے "مولانا قاسم نانوتوی نے جب حاجی صاحب سے یہ شکایت کی کہ جہاں تسبیح لیکر بیٹھا ایک مصیبت ہوتی ہے اس قدر گرانی کہ جیسے سو سو من کے پتھر کسی نے رکھ دیئے زبان وقلب سب بستہ ہوجاتے ہیں" (سوانح قاسمی جلد ا ص۲۵۸) اس کی وضاحت میں حاجی صاحب نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا "یہ نبوت کا آپ کے قلب پر فیضان ہوتا ہے اور یہ وہ ثقل (بوجھ) ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے وقت محسوس ہوتا تھا۔ تم سے حق تعالیٰ کو وہ کام لینا ہے جو نبیوں سے لیا جاتا ہے" (سوانح قاسمی جلد اول ص۲۵۹) صحابہ کرام کی برابری کے جھوٹے الزام پر تڑپنے والو خود بتاؤ یہ انبیاء علیہم السلام سے برابری کا دعویٰ ہے یا نہیں؟

برابری کے بعد دعویٰ برتری

برابریٔ انبیاء علیہم السلام کے دعویٰ واعلان کے بعد اب انبیاء علیہم السلام پر دیوبندی وہابی مولویوں کے دعویٰ برتری کو دیکھیے۔ شیخ الاسلام مولانا حسین احمد دیوبندی اپنی ایک تقریر میں فرماتے ہیں "پیغمبروں کو عمل کی وجہ سے فضیلت نہیں، عمل میں تو بعض امتی بھی پیغمبر سے بڑھ جاتے ہیں (اخبار بجنور یکم جولائی ۱۹۵۵ء)

یہی کچھ بانی مدرسۂ دیوبند لکھتے ہیں

"انبیاء اگر اپنی امت میں ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل تو بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں" (تحذیر الناس ص۵) ان عبارات میں انبیاء علیہم السلام سے امتیوں کو بڑھانے کا دعویٰ کیا جارہا ہے کہ نبیوں سے

امتی عمل میں بڑھ جاتے ہیں لیکن بانی مدرسہ دیوبند کے نزدیک علم میں انبیاء ہی ممتاز ہوتے ہیں لیکن دیوبندی وہابی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے صرف علم میں انبیاء علیہم السلام کے ممتاز ہونے کی شرط کا بھی خاتمہ فرما دیا۔ ملاحظہ ہو

مولوی اشرف علی تھانوی

لکھتے ہیں "بعض علوم غیبیہ میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید وعمر بلکہ ہر صبی و مجنون (بچہ و پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم (چوپاؤں) کے لیے بھی حاصل ہے" (حفظ الایمان ص۸) مولوی اشرف علی تھانوی نے علوم میں ممتاز ہونے کی انبیاء علیہم السلام کی فضیلت کا بھی خاتمہ کر دیا۔

سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی برابری کا دعویٰ

ابھی تک انبیاء علیہم السلام کی برابری کا دعویٰ تھا اب حضور علیہ السلام کی صفت خاصہ رحمۃ للعالمین میں بھی برابر کے حصہ دار بننے کے لیے دیوبندی وہابی مولوی مندرجہ ذیل قسم کے دعویٰ کرتے ہیں۔

دیوبندی وہابی قطب عالم مولوی رشید احمد گنگوہی فتویٰ دیتے ہیں "لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہے بلکہ دیگر اولیاء وانبیاء اور علماء ربانیین بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں"۔

(فتاوٰے رشیدیہ ص۲۰)

مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی نے حضور علیہ السلام کی خصوصی صفت جو نص قرآنی صرف اور صرف حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تھی پر قبضہ جمانے کے لیے مذکورہ بالا فتویٰ دیگر گراؤنڈ ہموار کر دیا تاکہ آئندہ

کی برابری کے دعوے ہیں یا نہیں ؟

گویا کہ تمہارے نزدیک حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی برابری کا فرضی دعوئی یا اعلان تو بے ادبی گستاخی ہے حالانکہ وہ کتابت کی غلطی تھی لیکن تمہارے اکابر کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے برابری کے بار بار دعوے اور بار بار اعلان اور انبیاء و مرسلین بلکہ خود سیدالانبیاء حبیب کبریا شہ ہر دوسرا صلی اللہ علیہ وسلم سے برابری و ہمسری کے چیلنج دعوے تمہاری اور تمہارے اکابر کی کھلی ضلالت اور بے دینی ہے یا نہیں ؟

دوسروں کے عیب بیٹک ڈھونڈتا ہے رات دن
چشم عبرت سے کبھی اپنی سیاہ کاری بھی دیکھ

مولیٰ عزوجل اپنے حبیب و محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے مسلمانوں کو فریب باز فتنہ پرور عناصر کے ہر فتنہ و شر سے بچائے اور ہمیں حضور سیدنا غوث اعظم قطب عالم و حضور سیدنا مجدد اعظم سرکار اعلحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہما کے دامن کرم سے وابستہ رکھے آمین ثم آمین۔

الفقیر عبدالنبی الولی محمد حسن علی غفرلہ الولی قادری رضوی بریلوی میلسی ۔ سگ بارگاہ امام اہلسنت سیدنا محدث اعظم پاکستان و ادنیٰ دریوزہ گر سرکار سیدنا حضور مفتی اعظم شہزادہ اعلحضرت قدس سرہما۔

۹، جمادی الاولیٰ ۱۴۱۸ھ یوم جمعہ مبارکہ